

شکر کیا ہے بدعت کیا ہے ؟

خاتم النبیین
 حضرت محمد ﷺ
 شہزاد قادری قرآنی



پیش لفظ

دین اسلام بہت پاکیزہ مذہب ہے اس کی حقانیت کی برکت سے لوگ اس مذہب میں داخل ہوتے ہیں کیوں نہ ہوں اس مذہب کی جڑوں میں امام الانبیاء محبوب کبریٰ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاکیزہ خون شامل ہے اس مذہب نے گمراہ انسانیت کو نورِ ہدایت سے سرفراز کیا اس مذہب کی شان یہ ہے یہ روزِ ازل سے پھیلتا ہی جا رہا ہے یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ جب حق پھیلتا ہے تو باطل کو بہت تکلیف ہوتی ہے، لہذا اسلام کو بدنام کرنے کیلئے کوئی حربہ ایسا نہیں کہ جو استعمال نہ کیا گیا ہو طرح طرح کے الزامات لگا کر مسلمانوں کو اور اسلام کو بدنام کرنے کی سازشیں جاری ہیں۔

ایسی طرح اسلام کی خوشبو اور حق مسلک اہلسنت و جماعت کو بدنام اور ختم کرنے کیلئے بد مذہب روزانہ نئی سازشیں رچا رہے ہیں طرح طرح کے اعتراضات اور الزامات خصوصاً بدعتی اور مشرک جیسے الزامات لگا کر مسلمانوں میں انتشار پھیلاتے ہیں ہر بے کوئی نہ کوئی پمفلٹ، کتابچے اور کتابوں کو شائع کر کے کروڑوں روپے خرچ کر کے باطل قوتیں یہ کام سرانجام دے رہی ہیں تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے توحید کی آڑ میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام علیہم السلام، اہل بیت اطہار، ائمہ مجتہدین اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کی محبت کو کم کرنے اور ختم کرنے کی ناکام سازش کی جاری ہے اسی قسم کی ایک سازش حکیم عبدالخالق جو کہ مسجد عائشہ خوشاب پنجاب کا خطیب ہے اُس نے کی، حکیم عبدالخالق نے مشرک کیا ہے اور بدعت کیا ہے؟ کے نام سے اُمت میں انتشار اور فساد برپا کرنے کیلئے ایک کتاب تحریر کی اس میں حکیم عبدالخالق نے اسلامی عقائد کے نظریات کو ہکا بکا کر پیش کیا اور اسلامی عقائد کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور لکھو اور بے بنیاد اعتراضات قائم کئے جو کہ حکیم عبدالخالق کی جاہلیت پر دلالت کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کیلئے اس بے بنیاد اعتراضات کے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیئے جائیں لہذا اس کی کوشش کی گئی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مسلمانوں کیلئے نافع بنائے اور اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

فقط والسلام

الفقیر محمد شہزاد قادریؒ

انتساب

- ☆ میری یہ کتاب فکر کائنات، محسن انسانیت، شہنشاہ اعظم، سرکار اعظم، نور مجسم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام.....
- ☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نام.....
- ☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کے نام.....
- ☆ اپنے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام ائمہ مجتہدین کے نام.....
- ☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام اولیائے کاملین کے نام.....
- ☆ اہل حضرت محدث بریلی علیہ الرحمۃ اور میرے مرشد کے نام اور میری پیاری ماں کے نام۔

خادم ابلسنت

الفقیر محمد شہزاد قادری ترائی

اپیل

اس کتاب میں مکمل کوشش کی گئی ہے کہ کسی مسئلہ میں غلطی نہ ہو لیکن بتنا ضائع بشریت اگر کسی عبارت یا مسئلے میں غلطی ہوگی ہو تو مؤلف کو مطلع کریں۔

مؤلف کا پتہ..... مکتبہ فیضان اشرف..... نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

شُرک کیا ہے؟

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ مالک کوئیں درکان ہے ہر چیز اس کے اختیار میں ہے، ہونے سے نہ ہونا اور نہ ہونے سے ہونا اُسی کے اختیار میں ہے وہ ہر شے پر قادر ہے تمام مخلوق اُس کی محتاج ہے وہ بے نیاز ہے جبکہ انسان نیاز مند ہے جس کو شاعر اس طرح قلم بند کرتا ہے ۔

یا رب جل جلالہ تیرے کرم کا دو فیض بار ہے
بندوں کو ناز ہے کہ تو ہندہ نواز ہے
بے چارگی کے وقت تو ہی چارہ ساز ہے
ہم تو نیاز مند ہیں تو بے نیاز ہے

عبادت کے لائق بھی وہی ہے رحیمی اور کریمی اُسی کو زیبا ہے بغیر باپ کے اولاد کو پیدا کر دے، بغیر ماں باپ کے اولاد کو پیدا کر دے یہ اُس کی شان کے لائق ہے ہر شے اُس کی پاکی بلوقی ہے ہر چیز اُس کے حکم کے تابع ہے اُس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنا یا اُس جیسا محبوب و حقیقی جان کر کسی اور کی عبادت کرنا ظلم عظیم یعنی شرک ہے۔ شرک ایک ایسا گناہ ہے جو کسی صورت معاف نہیں قرآن مجید اور احادیثِ کرمہ میں جگہ جگہ شرک کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

القرآن ان الشُّرک لظلم عظیم (پ ۲۱۔ سورۃ لقمان: ۱۳)
ترجمہ..... بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔

القرآن ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دُونَ ذَٰلِکَ لِمَن یشَاء (پ ۵۔ سورۃ نساء: ۳۸)
ترجمہ..... بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک (کفر) کیا جائے اور شرک (کفر) کے علاوہ جو کچھ ہے جسے چاہے معاف کر دیتا ہے۔

القرآن و من یشرک باللہ فقد ضلّ ذللاً * یعیذا (پ ۵۔ سورۃ نساء: ۱۱۶)
ترجمہ..... اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا۔

القرآن و من یشرک باللہ فقد افترىٰ اثماً عظیماً (پ ۵۔ سورۃ نساء: ۳۸)
ترجمہ..... اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اُس نے بڑا گناہ کا طوفان بانٹ دیا۔

محترم حضرات! آپ نے قرآن مجید کی چار آیات ملاحظہ فرمائیں جن میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی مذمت ارشاد فرمائی ہے اور شرک کو سب سے بڑا گناہ ارشاد فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو بخش دے گا مگر شرک کو نہیں بخشے گا۔

مفسر قرآن حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری صاحب "ان الله لا يغفر ان يشرك به" کی تفسیر کے تحت محقق علماء کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ شرک کے تین درجے ہیں اور تینوں حرام ہیں۔

شرک فی الاولیٰہیت..... اللہ تعالیٰ ذات کے علاوہ کسی اور کو مستحق عبادت ماننا، یہ شرک اعظم اور شرک اکبر ہے مگر الحمد للہ تمام اہل ایمان اس سے نڈی ہیں۔

شرک فی الفعل... اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور کو فعل کے واقع کرنے میں مستقل جاننا، یعنی یہ یقین کرنا کہ یہ خود بخود اس فعل کو کر رہا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت، ارادہ اور قدرت کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں جبکہ وہ اس فاعل کو مستحق عبادت نہ سمجھتا ہو، یہ بھی حرام ہے۔ تاہم اس کا درجہ پہلے سے کم ہے اس شرک سے بھی اہل ایمان پاک ہیں۔

شرک فی العبادت..... عبادت تو بظاہر اللہ تعالیٰ کی مگر میت اور مقصد لوگوں کو خوش کرنا ہو جیسے ریا کاری ہے اس شرک میں بہت سارے لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ امت شرک اکبر سے تو پاک ہے مگر ریا کاری وغیرہ کا گناہ عام پایا جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں مخلوق کو شریک ٹھہرانے کا نام شرک ہے۔

☆ شرک ٹہلی، جسے شرک اعظم اور شرک اکبری کہتے ہیں۔ جو آدمی بھی اس شرک کا ارتکاب کرتا ہے، اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔

☆ شرک ٹھکی، جسے شرک اصغر بھی کہتے ہیں۔ جیسے اعمال میں دکھلاوا یعنی ریا کاری وغیرہ۔

توحید کا معنی

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو اُس کی ذات اور صفات میں شریک سے پاک ماننا یعنی جیسا اللہ تعالیٰ ہے ویسا ہم کسی کو اللہ تعالیٰ نہ مانیں۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ تصور کرتا ہے تو وہ ذاتِ باری تعالیٰ میں شرک کرتا ہے۔

شرک کسے کہتے ہیں؟

علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب شرح عقائد نسفی میں شرک کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں، کسی کو شریک ٹھہرانے سے مراد یہ ہے کہ مجوسیوں کی طرح کسی کو الہ (خدا) اور واجب الوجود سمجھا جائے یا بت پرستوں کی طرح کسی کو عبادت کے لائق سمجھا جائے۔ شرک کی تعریف سے معلوم ہوا کہ وہ خداؤں کے ماننے والے جیسے مجوسی (آگ پرست) مشرک ہیں اسی طرح کسی کو خدا کے سوا عبادت کے لائق سمجھنے والا مشرک ہوگا جیسے بت پرست جو بتوں کو مستحق عبادت سمجھتے ہیں۔

مشرکین کا عقیدہ

یہ درست ہے کہ مشرکوں نے اپنے باطل معبودوں کو مخلوق مانا لیکن جب مان لیا تو اُن کو تسلیم کرنا چاہئے تھا کہ مخلوق خالق کی محتاج ہے اور خالق کے وجود کے بغیر مخلوق کا وجود نہیں ہو سکتا اور مخلوق جس طرح پیدائش میں خالق کی محتاج ہے اسی طرح موت کیلئے بھی اسی کی محتاج ہے یہ عقیدہ ضروری تھا لیکن ان مشرکوں نے کہا! یہ ٹھیک ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا لیکن پیدا کرنے کے بعد اُن کو الوہیت دے دی لہذا اب اللہ تعالیٰ کوئی کام نہ کرے اور یہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسب ان کو اپنے حکم میں نہیں رکھا اور استقلال کی صفت ان کو دے دی کہ میرا حکم نہ بھی ہو تو تم کام کر سکتے ہو یہ ان جاہلوں مشرکوں کا عقیدہ تھا حالانکہ ان کو سمجھنا چاہئے تھا کہ جو چیز مخلوق ہے وہ مستقل نہیں ہو سکتی۔

شرک کی قسمیں

شرک کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) شرک فی العبادت (۲) شرک فی الذات (۳) شرک فی الصفات۔

شرک فی العبادت..... شرک فی العبادت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو مستحق عبادت سمجھا جائے۔

شرک فی الذات..... شرک فی الذات سے مراد ہے کہ کسی ذات کو اللہ تعالیٰ جیسا ماننا جیسا کہ بخوشی و خوداؤں کو مانتے تھے۔

شرک فی الصفات..... کسی ذات و شخصیت وغیرہ میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات ماننا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ جیسی صفات کسی نبی (علیہ السلام) میں مانی جائیں یا کسی ولی (علیہ الرحمۃ) میں تسلیم کی جائیں، کسی زعمہ میں مانی جائیں یا فوت شدہ میں، کسی قریب والے میں تسلیم کی جائیں یا دور والے میں شرک ہر صورت میں شرک ہی رہے گا جو ناقابل معافی جرم اور ظلم عظیم ہے۔

شیطان شرک فی الصفات کی حقیقت کو سمجھنے سے روکتا ہے اور یہاں اُمت میں دوسرے پیدا کرتا ہے لہذا قرآن مجید کی آیات سے اس کو سمجھتے ہیں۔

۱..... اللہ تعالیٰ رؤف اور رحیم ہے ﴿

القرآن..... ان الله بالناس لرؤف رحيم (سورہ بقرہ: ۱۴۳)

ترجمہ..... بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر رؤف اور رحیم ہے۔

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی رؤف اور رحیم ہیں ﴿

القرآن..... لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم

ترجمہ..... بے شک تمہارے پاس تعریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں (بھاری) ہے

تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مومنوں پر رؤف اور رحیم ہیں۔ (سپہ: ۱ سورہ توبہ: ۱۲۸)

پہلی آیت پر غور کریں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ رؤف اور رحیم اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں پھر دوسری آیت میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رؤف اور رحیم فرمایا گیا تو کیا یہ شرک ہو گیا؟ اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر رؤف اور رحیم ہے جبکہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے رؤف اور رحیم ہیں لہذا جہاں ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہو جائے وہاں شرک کا حکم نہیں لگتا۔

۲۔۔۔ غلم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے ﴿

القرآن..... قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ط (پ ۲۰۔ سورہ نمل: ۶۵)
ترجمہ..... تم فرماؤ اللہ کے سوا غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں۔

☆ رسولوں کو بھی علم غیب عطا کیا گیا ہے ﴿

القرآن..... غَلَمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبٍ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ (پ ۲۹۔ سورہ جن: ۲۷، ۲۸)
ترجمہ..... غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر صرف اپنے پسندیدہ رسولوں ہی کو آگاہ فرماتا ہے ہر کسی کو (یہ علم) نہیں دیتا۔

پہلی آیت سے ثابت ہوا کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے مگر دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ علم غیب اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ رسولوں کو بھی عطا کیا ہے تو کیا یہ شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر عالم الغیب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب پر آگاہی حاصل ہے لہذا جہاں ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہو جائے وہاں شرک کا حکم نہیں لگتا۔

۳۔۔۔۔۔ مددگار صرف اللہ تعالیٰ ہے ﴿

القرآن..... ذَلِكَ بَانَ اللَّهُ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا (پ ۲۹۔ سورہ محمد: ۱۱)
ترجمہ..... یہ اس لئے کہ مسلمانوں کا مددگار اللہ ہے۔

☆ جبریل علیہ السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ بھی مددگار ہیں ﴿

القرآن..... فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ج (پ ۳۹۔ سورہ تحریم: ۴)
ترجمہ..... بے شک اللہ ان کا مددگار رہے اور جبریل اور نیک مومنین کا مددگار ہیں۔

پہلی آیت پر غور کریں تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ مدد کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے پھر دوسری آیت میں حضرت جبریل علیہ السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو مددگار فرمایا تو کیا یہ شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ حقیقی مددگار رہے اور جبریل علیہ السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی عطا سے مددگار ہیں جو ذات باری تعالیٰ عطا فرما رہی ہے اُس میں اور جس کو عطا کیا جا رہا ہے اُن حضرات قدسیہ میں برابری کا تصور محال ہے اور جب برابری ہی نہیں تو شرک کہاں رہا؟

۴..... عزت ساری اللہ تعالیٰ کیلئے ہے ﴿

القرآن..... ان العزة لله جميعا (پ۱۔ سورہ یونس: ۶۵)

ترجمہ..... بے شک ساری عزت اللہ کیلئے ہے۔

☆ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مومن بھی عزت والے ہیں ﴿

القرآن..... والله العزة ولسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون (پ۲۸۔ سورہ منافقون: ۸)

ترجمہ..... اور عزت تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور مسلمانوں کیلئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

پہلی آیت میں ہے کہ ساری عزت اللہ تعالیٰ کیلئے ہے پھر دوسری آیت میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو بھی عزت والا قرار دیا گیا تو کیا یہ شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے عزت عطا نہیں کی مگر سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مومنین اللہ تعالیٰ کی عطائے عزت والے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ دونوں عزتوں میں برابری نہیں اور جب برابری نہیں تو شرک بھی نہ ہوا۔

۵..... اللہ تعالیٰ علم والا ہے ﴿

القرآن..... والله واسع عليم (پ۶۔ سورہ بقرہ: ۵۴)

ترجمہ..... اور اللہ وسعت والا ہے۔

☆ ولی بھی علم والا ہے ﴿

القرآن..... قال الذي عنده علم من الكتاب (پ۱۹۔ سورہ شمس: ۴۰)

ترجمہ..... (آصف بن برخیا نے) کہا جن کے پاس کتاب کا علم تھا۔

پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور پھر دوسری آیت میں اس صفت کو حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے بھی ثابت کیا گیا دونوں میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا تھا لہذا معلوم ہوا کہ دونوں علوم میں برابری نہیں اور جب برابری نہیں تو پھر شرک بھی نہ ہوا۔

۶۔۔۔ بغیر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے کون ہے جو شفاعت کرے ﴿

القرآن **مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ** (پ ۳۔ سورہ بقرہ آیہ انکری)

ترجمہ..... کون ہے جو شفاعت کرے بغیر اذنِ خداوندی کے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا دینا ﴿

القرآن **وَابْرِئِ الْأَكْمَهَ وَالابْرَصَ وَاحْيِ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ** (پ ۳۔ سورہ آل عمران ۴۹)

ترجمہ..... اور میں اچھا کرتا ہوں اندھے اور کوڑھی کو اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ بغیر اللہ تعالیٰ کی عطا کسی کیلئے شفاعت کا عقیدہ رکھنا شرک ہے مگر اللہ تعالیٰ کی عطا سے شفاعت کا عقیدہ رکھنا توحید ہے اسی طرح دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ مردوں کو جلا نا، شفا دینا یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں مگر اللہ تعالیٰ کسی کو عطا کروے تو اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں البتہ اہل اللہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مردوں کو جلا سکتے ہیں یہ شرک نہیں ہے کیونکہ ذاتی اور عطائی کا م برابر نہیں ہو سکتے اور جب برابری نہیں تو شرک بھی نہ ہوا۔

۷۔۔۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اولاد دے ﴿

القرآن **يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَآثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذَّكَوَر** (پ ۲۵۔ سورہ شوریٰ ۴۹)

ترجمہ..... اللہ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔

☆ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا میں تجھے بیٹا دوں ﴿

القرآن **قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكَ لِاهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا** (پ ۱۶۔ سورہ مریم ۱۹)

ترجمہ..... (حضرت جبریل امین نے نبی کریم سے کہا) کہا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

پہلی آیت میں ہے کہ اولاد صرف اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے مگر اس کے برعکس حضرت جبریل علیہ السلام حضرت مریم سے فرماتے ہیں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں تو کیا یہ شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ خود اولاد عطا فرماتا ہے اور جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطا سے نبی کریم کو بیٹا دے رہے ہیں البتہ ان آیات میں بھی برابری کا کوئی پہلو نہیں کیونکہ ذاتی اور عطائی برابر نہیں ہو سکتے جب برابری نہیں پائی گئی تو شرک بھی نہ ہوا۔

۸..... اللہ تعالیٰ موت دیتا ہے ﴿

القرآن..... **اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ** (پ ۲۳۔ سورہ الزمر: ۴۲)

ترجمہ..... اللہ جانوں کو موت دیتا ہے (روح قبض کرتا ہے)۔

☆ تمہیں موت دیتا ہے موت کا فرشتہ ﴿

القرآن..... **قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ** (پ ۲۱۔ سورہ بقرہ: ۱۱۰)

ترجمہ..... تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

پہلی آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ موت دیتا ہے مگر اس کے برعکس دوسری آیت میں ہے کہ تمہیں موت کا فرشتہ موت دیتا ہے تو کیا شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ موت دینے میں کسی کا محتاج نہیں مگر ملک الموت روح قبض کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے محتاج ہیں لہذا اس میں بھی برابری نہیں پائی گئی چونکہ برابری نہیں اس لئے شرک بھی نہ ہوا۔

۹..... اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے ﴿

القرآن..... **إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** (پ ۱۔ سورہ البقرہ: ۲۵۵)

ترجمہ..... بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنا فضل جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے ﴿

القرآن..... **إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ** (پ ۲۷۔ سورہ ص: ۱۸۱)

ترجمہ..... بے شک سارا فضل اللہ کے دستِ قدرت میں ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

پہلی آیت میں ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کر سکتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر سب کچھ کر سکتا ہے مگر اس کے بعد دوسری آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اہل اسلام پر شرک کے فتوے لگانے والوں کا اس آیت میں رد کیا گیا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا فضل عطا فرماتا ہے لہذا اس آیت سے بھی ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہو گیا۔

۱۰..... اللہ تعالیٰ مولانا ہے ﴿

القرآن..... واعف عنا اللہ و اغفر لنا اللہ وارحمنا اللہ انت مولانا غانصرنا علی القوم الکفیرین

ترجمہ..... اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔

(پ ۳۔ سورہ بقرہ۔ آخری آیت)

☆ بندوں کو بھی مولانا کہا جاسکتا ہے ﴿

پہلی آیت میں قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کو مولانا کہا اور ہر گلی میں آج کل مولانا پھرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی مولانا اور اُس کے بندے

بھی مولانا ہیں تو کیا یہ شرک ہو گیا؟

اس میں قطعی یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ حقیقی مولانا ہے یعنی مولیٰ ہے اور بندے اُس کی عطا سے مولانا ہیں لہذا برابری ختم ہوگئی اور

جب برابری ختم ہوگئی تو شرک بھی نہ ہوا۔

۱۱..... اللہ تعالیٰ زندہ ہے ﴿

القرآن..... اللہ لا الہ الا هو لا الحی القیوم ۵ (آیہ الکرسی)

ترجمہ..... اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں آپ زندہ اور ولی کا قائم رکھنے والا۔

☆ بندے بھی زندہ ہیں ﴿

اللہ تعالیٰ کی حیات پر تو سب کا ایمان ہے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صفتِ حیات دی ہے وہ سب اس صفت کے حامل ہیں۔

پس ہم نے اپنے لئے بھی حیات کی صفت کو جانا اور اللہ تعالیٰ کیلئے بھی صفتِ حیات کو مانا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جو حیات ہم اللہ تعالیٰ کیلئے

مانتے ہیں وہ حیات نہ ہم اپنے لئے مانتے ہیں نہ کسی اور کیلئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں زندہ نہ دینے والا ہے، اللہ تعالیٰ کو کوئی حیات

دینے والا نہیں۔ ہماری حیات عارضی ہے اُس کی دی ہوئی ہے محدود اور فانی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کی حیات عارضی نہیں عطا کی نہیں

اور محدود بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حیات باقی ہے اور ہماری فانی ہے۔ لہذا ہماری حیات اور اللہ تعالیٰ کی حیات برابری نہیں۔

جب برابری نہیں تو شرک بھی نہ ہوا۔

۱۲..... اللہ تعالیٰ مستند کی کتاب ہے ﴿

القرآن..... **و ان الله سمیع** (پ ۷۱- سورہ ص: ۶۱)

ترجمہ..... اور اس لئے کہ اللہ مستند کی کتاب ہے۔

☆ بندے بھی سنتے اور دیکھتے ہیں ﴿

اللہ تعالیٰ سنتے اور دیکھنے والا یعنی سمیع و بصیر ہے اور فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو بھی سمیع و بصیر بنایا حالانکہ سمیع و بصیر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی سمیع و بصیر اور انسان بھی سمیع و بصیر تو کیا شرک ہو گیا؟

اللہ تعالیٰ کی صفت سمیع و بصیر اس کی ذاتی صفت ہے اور ہمارا سننا اور دیکھنا اللہ تعالیٰ کی عطائے ہے لہذا جہاں ذاتی و عطائی کا فرق ہو جائے وہاں شرک نہیں ہو سکتا۔

۱۳..... اللہ تعالیٰ علم والا ہے ﴿

القرآن..... **ان الله علیم** (پ ۲۶- سورہ حجرات: ۱۳)

ترجمہ..... بے شک اللہ علم والا خبردار ہے۔

☆ بندے بھی علم والے ہیں ﴿

علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اگر ہم کسی دوسرے کیلئے علم ثابت کر دیں تو کیا یہ شرک ہو گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو علم اللہ تعالیٰ کا ہے وہ بندے کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے، ہمارا علم اس کا عطا کردہ ہے لہذا جہاں ذاتی و عطائی کا فرق واضح ہو جائے وہاں شرک کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

لہذا واضح ہو گیا کہ ہر چیز میں ذاتی اور عطائی کا ہونا شرک نہیں ہے۔

☆	سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب عطائی ہے	اللہ تعالیٰ کا علم غیب ذاتی ہے
☆	سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت عطائی ہے	اللہ تعالیٰ کا نور ذاتی ہے
☆	انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مددگار ہیں	اللہ تعالیٰ حقیقی مددگار ہے
☆	سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے رؤف اور رحیم ہیں	اللہ تعالیٰ حقیقی رؤف اور رحیم ہے
☆	سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے مختار کُل ہیں	اللہ تعالیٰ حقیقی مختار کُل ہے
☆	سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بعد از وصال زندہ ہیں	اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر زندہ ہے
☆	انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مردوں کو زندہ کرتے ہیں	اللہ تعالیٰ بذاتِ خود مردوں کو زندہ کرتا ہے
☆	ہم انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے صاحب اختیار مانتے ہیں	مشرکین بتوں کو صاحب اختیارات مانتے تھے
☆	ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے مان کر اُن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں	مشرکین بتوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارشی مانتے تھے
☆	ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے مانتے ہیں	مشرکین بتوں کو اپنا معبود مانتے تھے

پورے کلام کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلامی عقائد اور مشرکین کے عقائد میں کہیں برابری نہیں پائی جاتی جب برابری نہیں تو پھر شرک بھی نہ ہوا لہذا مسلمانوں کے عقائد کو مشرکین کے عقائد سے ملانا ظلم ہے۔

الوہیت عطائی نہیں ہو سکتی

اللہ تعالیٰ سب کچھ دے سکتا ہے مگر الوہیت نہیں دے سکتا کیونکہ الوہیت مستقل ہے اور عطائی چیز مستقل نہیں ہو سکتی۔ الوہیت استقلال ہی کے معنی میں ہے لیکن مشرکین کا تصور یہ تھا انہوں نے کہا کہ لات و منات (جو کہ بت تھے) وغیرہ ایسے زائد و عاید لوگ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمہاری عبادت کمال کو پہنچ گئی میں تم پر یہ عنایت کرتا ہوں کہ تم آزاد ہو، میں تم پر نہ کچھ فرض کرتا ہوں اور نہ کوئی پابندی لگاتا ہوں۔ پس اس طرح انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے تمام معبودوں کو الوہیت دے دی۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو وصف الوہیت عطا فرما دیا ہے وہ مُشرک اور مُکذّب ہے۔ مشرکین اور مومنین کے مابین بنیادی فرق یہی ہے کہ وہ غیر اللہ کیلئے عطائے الوہیت کے قائل تھے اور مومنین کسی مقرب سے مقرب ترین حتیٰ کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حتیٰ میں بھی الوہیت اور غنائے ذاتی کے قائل نہیں۔

اِلہ حاجت رواہ ہے مگر ہر حاجت رواہ اِلہ نہیں

ہر لفظ کا ایک معنی حقیقی ہوتا ہے ایک معنی مجازی ہوتا ہے جب تک حقیقی معنی مشکل نہ ہو جائے جب تک مجازی معنی کی طرف رخ نہ کریں یعنی کوئی اگر ایسی صورت سامنے آجائے کہ حقیقت لغوی یا عرفی مراد نہ لی جاسکے یا اس کے خلاف مراد لینے پر کوئی قرینہ دلالت کرے اُس وقت مجازی معنی مراد لیا جائے گا اور مجازی معنی کو حقیقی معنی قرار نہیں دیا جائے گا۔ یعنی اِلہ بول کر حاجت روا، یا پناہ دہندہ یا اختیارات و طاقتوں کا مالک یا ساری خلق کا مشاق اِلہ (جس کی طرف مخلوق کا رجحان ہو) سمجھنا اُسی طرح غلط ہے جس طرح حاجت روا بول کر یا پناہ دہندہ بول کر یا مشاق اِلہ بول کر اِلہ مراد لینا جائز ہے۔

ہاں یہ بات الگ ہے کہ جو اِلہ ہوگا وہ حاجت روا بھی ہوگا اور اختیارات و توانائیوں کا مالک بھی ہوگا ساری مخلوق کا مشاق اِلہ بھی ہوگا لیکن یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں کہ جس کو ہم حاجت روا کہیں یا پناہ دہندہ کہیں وہ اِلہ ہی ہوگا۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

ایک اعتراض عام طور پر یہ کیا جاتا ہے، عبادت کا تصور اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب کوئی حاجت پیش آئے اور حاجت روا کو ڈھونڈا جائے یا سکون کیلئے سکون بخش ہو یا پناہ طلب کرنے پر پناہ دہندہ (پناہ دینے والا) ملے اُسی کو اِلٰہ مانا جاتا ہے اور یہ سب باتیں مافوق الاسباب ہوں یعنی حاجت روا کی حاجت روائی کا معاملہ محتاج کے علم و حواس سے باہر ہو تو اس وقت اس کو اِلٰہ کہیں گے اور جو معاملات ماتحت الاسباب ہوں یعنی حاجت روا کی حاجت روائی کا سارا معاملہ محتاج کے علم و حواس کے اندر ہو تو اس وقت اِلٰہ نہیں مانا جائے گا۔ تو اگر کوئی شخص اس نظریے کے تحت کسی فرد کے اندر حاجت روائی (حاجت کو پورا کرنا) پناہ دہندگی (پناہ دینا) سکون بخشی (سکون بخشنا) یا اختیار اور طاقتوں کا مالک اور تمام انسانوں کا مشاق الیہ (اسکی طرف مائل ہونے کا) ہونے کا اعتقاد رکھے گو یا یہ نظریہ اس کی عبادت کی طرف ابھارتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے یہ صرف ایک امکاتی (ممکنہ) صورت ہو سکتی ہے بلکہ واقعاتیوں ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی کو حاجت روا یا مشکل کشا یا پناہ دہندہ وغیرہ سمجھتا ہے بلکہ یقین رکھتا ہے تو بھی اس کے دل میں اس کی عبادت کا نہ کوئی جذبہ ابھرتا ہے نہ وہ اس کو معبود مانتا ہے۔ الحاصل جیسا کہ پہلے ذکر کیا کہ حاجت روائی لازم الوہیت ہے نہ کہ الوہیت لازم حاجت روائی یعنی اللہ تعالیٰ حاجتیں پوری کرنے والا ہے مگر ہر وہ جو حاجت پوری کرنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ نہیں یعنی کوئی بھی شخص حاجت پوری کر دے اس کو اللہ تعالیٰ نہیں کہیں گے ہاں مگر اللہ تعالیٰ بالذات حاجتیں پوری فرماتا ہے جبکہ دوسرے اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاجت پوری کرتے ہیں۔ یہاں بھی ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہے۔

یہاں اعتراض سے دو باتیں سامنے آتی ہیں ایک مافوق الاسباب اور دوسری ماتحت الاسباب۔ اب اس کا معنی بیان کیا جاتا ہے۔

ما فوق الاسباب

ما فوق الاسباب کے معنی حاجت روا کی حاجت روائی کا سارا معاملہ محتاج کے علم و حواس سے باہر ہو اور تحت الاسباب سے مراد حاجت روا کی حاجت روائی کا معاملہ محتاج کے علم و حواس کے اندر ہو۔

ما فوق الاسباب کو ما فوق الادراک بھی کہا گیا (جو سمجھ سے باہر ہو) ماتحت الاسباب کو ماتحت الادراک بھی کہا جاتا ہے (جو سمجھ کے اندر ہو)۔

قرآن مجید میں جہاں جہاں پر اللہ تعالیٰ کی مدد کے متعلق آیا ہے وہاں پر کہیں بھی اس کی تخصیص نہیں کی گئی کہ یہ ما فوق الاسباب یا ماتحت الاسباب ہے۔ یعنی یہ سمجھ کے اندر ہے یا سمجھ کے باہر ہے۔

قرآن مجید نے بعض ایسی شخصیتوں کے حاجت روا ہونے کی وضاحت کی ہے جو اپنے محتاج کے نزدیک ما فوق الادراک (جو سمجھ کے باہر ہوں) توانائیوں کے مالک تھے تو پھر الٰہی توانائیوں اور غیر الٰہی توانائیوں کے درمیان فوق الادراک یا تحت الادراک کی تحقیق صحیح نہیں ہے۔ بلکہ آسان واضح اور مناسب صورت اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقی حاجت روا ہے اس کی توانائیاں ذاتی ہیں کسی کی مرہون منت نہیں ہیں جبکہ ماسوا اللہ تعالیٰ کی حاجت روائی درحقیقت اسی ہی کی حاجت روائی ہے اس لئے سب اہل اللہ اسی ہی کی عطا کردہ توانائیوں سے حاجت روائی کرتے ہیں ہاں ذرائع مختلف ہیں یعنی مخلوق کی حاجت روائی چاہے وہ فوق الادراک ہو (سمجھ سے باہر ہو) یا تحت الادراک (سمجھ کے اندر ہو) سب کی سب عطائی توانائیوں کی مرہون منت ہے۔

اب بغیر کسی تمہید کے ہم عرض کر دیتے ہیں کہ انبیاء کرام و اولیاء کرام کی حاجت روائی کا سارا عمل چاہے ہماری سمجھ کے اندر ہو یا باہر خود اسباب اور علتوں کے تحت ہے انکی حاجت روائی کا کوئی معاملہ فوق الاسباب (سمجھ سے باہر) نہیں ہے کیونکہ دنیا عالم اسباب ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے جس کے ذریعے سے ہو رہا ہے سب کچھ تحت الاسباب ہے اور سب کا خالق و مختار رب الاسباب ہے تو ہم جن صفات کو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کیلئے ثابت مانتے ہیں ان کا ان میں نہ ماننا یا اس پر شرک کا فتویٰ لگانا یہ خود ذات الٰہیہ کو سمجھنے سے قاصر (دور) رہنے کا نتیجہ ہے۔

الوہیت

استحقاق عبادت (عبادت کا مستحق ہونا) یا وجوب الوہیت کہتے ہیں جو ذات مستحق عبادت ہوگی، اس کا واجب الوجود ہونا ضروری ہے اسی طرح واجب الوجود کیلئے مستحق عبادت ہونا ضروری ہے۔

مشرکین کی یہ قوتی ہے کہ وہ اپنے بتوں اور معبودوں کو ممکن الوجود مان کر معبود اور مستحق عبادت سمجھتے ہیں۔ (از کتاب اشرف الراسل)

عبادت

غایت تعظیم اور انہما تملک کو عبادت کہتے ہیں جس کی اصل یہ ہے کہ عبادت کرنے والا جس کی عبادت کرتا ہے اس کیلئے ذاتی اور مستقل صفت ماننا ہے جس میں کسی کی قدرت و مشیت کو کسی قسم کا کوئی دخل نہ ہو۔

اصل عبادت اسی اعتقاد کو کہتے ہیں اس اعتقاد کے ساتھ کسی کی اطاعت و محبت یا اس کیلئے کوئی عمل کرنا اس کی عبادت ہے۔ بغیر عمل کے کسی کیلئے صرف اعتقاد کا ہونا بھی عبادت قرار پائے گا۔

استعانت

الوہیت اور عبادت کے معنی واضح ہونے کے بعد استعانت (مدد) کا معنی خود بخود سمجھ میں آجائے گا اور وہ یہ کہ کسی کیلئے عون کی ایسی صفت مستقلہ مان کر جو مقہوریت اور مغلوبیت سے بالاتر ہو تو اس سے طلب عون کو استعانت صرف معبود حقیقی کی شان کے لائق ہے لہذا مستعان واقعی ہو سکتا ہے اس کے غیر سے استعانت دراصل اس کی الوہیت و معبودیت کے اعتقاد کے منافی ہے۔

فائدہ چونکہ الوہیت اور معبودیت استقلال ذاتی کے بغیر متصور نہیں اس لئے کسی کو مجازی معبود اللہ نہیں کہہ سکتے بخلاف استعانت، محبت اور اطاعت وغیرہ کے کہ یہاں مستعان مجازی اور محبوب مجازی کہہ سکتے ہیں کیونکہ مظاہر کائنات میں خالق حقیقی نے یہ اوصاف پیدا کئے ہیں اور جو چیز پیدا کی ہوئی ہو اس میں استقلال ذاتی ممکن نہیں۔ جس طرح استقلال ذاتی میں حدوث و امکان کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔ لہذا اللہ اور معبود کو مجازی کہنا بالکل ایسا ہوگا جیسے واجب الوجود کو حادث کہہ دیا جائے۔ (معاذ اللہ)

(از کتاب اشرف الراسل۔ علامہ غلام علی اذکار دہلی)

مسلمان مزارات پر کیوں جاتے ہیں

مسلمان اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی مالک مانتے ہیں اور سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رسولِ برحق مانتے ہیں۔ مزارات پر اولیائے کرام رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ کا ولی یعنی دوست سمجھ کر جاتے ہیں وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم تو گنہگار ہیں اس نیک بندے کے وسیلے سے ہماری دعائیں قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے وسیلے سے دعا قبول فرماتا ہے۔

ہندوؤں کا بت پر چڑھاویے چڑھانا

ہندوؤں نے بت کے نام رکھے ہوئے ہیں وہ مندر میں جا کر اس بت کا نام لیکر جانوروں اور دیگر چیزوں کی بچی چڑھاتے ہیں۔

مسلمانوں کا نذر و نیاز کرنا

مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اور نذر و نیاز تو اصل میں ایصالِ ثواب ہے مسلمان جانور کو ذبح کرنے سے پہلے بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں پھر اس کا ثواب اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو ایصال کر دیا جاتا ہے اس میں کیا شرک ہے؟

ہم (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو خدا تعالیٰ سمجھ کر ان کا نام لے کر جانور ذبح نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے ایصالِ ثواب کیلئے کرتے ہیں۔

ہندوؤں نے اپنے ہاتھوں سے سنگ تراش تراش کر بت بنائے پھر اسکو سنوارا پھر اسکے الگ الگ نام رکھے اور پوجا شروع کر دی۔ مگر اولیائے کرام رحمہم اللہ کو جو بھی مقام ملا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، داتا گلی بخشوی، خواجہ جیمیری، مسعود سالار اور امام احمد رضا بریلوی رحمہم اللہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کی عطا سے بلند بالا مقام پر فائز ہیں۔

اہل اسلام کو مشرک کہنے والے خود مشرک ہیں

بدقسمتی سے اس اُمت میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جن کا کام اپنے سوا سب مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہنا اور سمجھنا ہے ظلم یہ ہے کہ یہ آواز مساجد اور مدارس دونوں سے سنی جاتی ہے یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دوسروں کو مشرک اور بدعتی کہہ کر توحید کی خدمت کر رہے ہیں۔

حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اُمتِ مسلمہ میں فتنہ و فساد کا بیج بو رہے ہیں انہوں نے جان بوجھ کر مشرک کی اتنی قسمیں جالی ہیں کہ اُن کے سوا کوئی بھی آدمی مسلمان نہ کہلوا سکے۔

البتہ جو دوسرے مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں ان کے بارے میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث ملاحظہ ہوں۔

الحديث ... ان حذيفة بن اليمان قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان مما اخاف عليكم رجل قرا القرآن حتى اذا رويت بهجة عليه وكان رداؤه الاسلام اعتراه الى ماشاء الله انسلخ منه وننذه وراء ظهره وسعى على جاره بالسيف المرصى او نواهى فقال بل الواقى هذا اسناد جيد (بحوالہ رد الواعظی (جز ۱) التفسير من تفسیر ابن کثیر، صفحہ ۱۸۳۔ تفسیر ابن کثیر، جلد ۶ صفحہ ۲۶۵)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اُمرؤ جن کے بارے میں تم پر اندیشہ رکھتا ہوں، خوف زدہ ہوں اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص قرآن پڑھے گا حتیٰ کہ جب اس کی رونق اس پر نمایاں ہوگی اور اس پر اسلام کی چادر لپٹی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو جدھر چاہے گا، بچائے گا اور وہ اس کو پس پشت پھینک دے گا اور اپنے پڑوسی پر سوار کیسا تھم لے کرے گا اور اپنے پڑوسی کو مشرک کہے گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اُن دونوں میں مشرک کون ہوگا وہ جو دوسرے کو مشرک کہنے والا ہے یا وہ جسے مشرک کہا گیا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دوسرے کو مشرک کہنے والا ہی خود مشرک ہونے کا حقدار ہوگا۔

فائدہ ... اس حدیث شریف کو پڑھ کر اُن لوگوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئے جو مسلمانوں پر مشرک و بدعت کے فتوے لگاتے رہتے ہیں کیونکہ ایسے لوگ خود ہی مشرک ہیں اور ان کیلئے عذاب تیار ہے۔

اُمّتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی شرک پر متفق نہیں ہوگی

الحديث..... عن عقبه بن عامر ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم خرج يوما فصلى الى اهل احد صلاة على الميت ثم انصرف الى المنبر فقال انى فرط بكم وانا شهيد عليكم وانى والله لا نظل الى حوضى الا وانى قد اعطيت مفاتيح خزائن الارض او مفاتيح الارض وانى والله ما اخاف عليكم ان تشرکوا بعدى ولكن اخاف عليكم ان تتنافسوا فيهما

(بحوالہ صحیح مسلم، کتاب الفقہ، حدیث ۳۰۔ مطبوعہ استنبول ترکی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کے پاس تشریف لے کر نمازِ جنازہ پڑھی پھر مہر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میں تمہارا سپہار اور تم پر گواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنے حوض کو ترک کر اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور بے شک مجھے یہ خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے جال میں الجھن جاؤ گے۔

فائدہ..... سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات پر اللہ تعالیٰ کے پایاں انعامات اور عنایات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے ذریعے صدیوں کا نقاب الٹ دیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم شرک سے محفوظ رہو گے ہاں دنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرو گے، جس کا نتیجہ تباہی اور بربادی ہے۔

جب سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطمئن ہیں کہ اُمتِ شرک سے محفوظ رہے گی مگر مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگانے والے بے چین ہیں ان ظالموں کو ہر دوسرا مسلمان شرک نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب کرے۔

سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے علمِ غیب پر آگاہ ہیں

القرآن..... ما کان اللہ یطلعکم علی الغیب ولكن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء (سورۃ آل عمران: ۱۷۹)

ترجمہ..... اللہ کی شان نہیں ہے کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ جو چاہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

القرآن..... علیم الغیب فلا یشہر علی غیبہ احدا ۝ الا من ارتضیٰ من رسول (پ ۲۹۔ سورۃ جن: ۲۶، ۲۷)

ترجمہ..... غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

القرآن..... وما هو علی الغیب بضنین ۝ (پ ۳۰۔ سورۃ نورت: ۲۴)

ترجمہ..... اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

القرآن..... تلك من انباء الغیب نوحيها اليك (پ ۱۲۔ سورۃ ہود: ۴)

ترجمہ..... اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! یہ غیب کی خبریں ہیں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

القرآن..... ذلك من انباء الغیب نوحيه اليك (پ ۲۔ سورۃ آل عمران: ۵)

ترجمہ..... اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔

ان تمام قرآنی دلائل سے ثابت ہوا کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے علمِ غیب پر آگاہ ہیں۔

علاوہ ازیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کے متعدد واقعات اور احادیث اس پر شاہد ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا گیا۔

- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے واقعات کی خبر دی۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت تک کی ہونے والی ہر چیز کی خبر دی تو میں نے (حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) ہر چیز کو دریافت کئے بغیر نہیں چھوڑا۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹنا تو میں نے اس کی مشقوں اور مغربوں تمام زمین کو دیکھ لیا۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے قریب) اللہ تعالیٰ یمن کی طرف سے ایک ہوا بھیجے گا، جو ریشم سے زیادہ نرم ہوگی، اس وقت جس شخص کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ ہوا اس کی (روح) قبض کر لے گی۔ (مسلم شریف)
- ☆ ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے طلق سے بچ نہیں جائے گا۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قوم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ میری امت میں پیدا ہوگی وہ حقوق کی بدترین قسم ہوں گے۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے آخری زمانے میں ایسی قوم پیدا ہوگی جن کی عمر اور شعور کم ہوگا۔
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ (خلافت) اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک لوگوں میں بارہ خلفاء پیدا نہ ہو جائیں۔ (مسلم شریف)
- ☆ ان فتنوں کے آنے سے پہلے نیک اعمال کرو لو حالتِ ایمان میں صبح کرنے والا شخص شام کے وقت کافر ہو چکا ہوگا یا شام کے وقت مومن رہے والا شخص صبح کے وقت کافر ہو چکا ہوگا۔ (مسلم شریف)
- ☆ ایک انصاری نے رات کے وقت اپنے مہمان کی خدمت کی۔ صبح سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا تمہاری کل کی رات مہمان نوازی کو بہت پسند آئی۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میری بعثت سے پہلے مکہ میں موجود ایک پتھر مجھے سلام کیا کرتا تھا اور اسے میں آج بھی پہچانتا ہوں۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر پہاڑ پر موجود تھے۔ اس میں حرکت پیدا ہوئی سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ہر! دک جا! کیونکہ تیرے اوپر صرف نبی یا صدیق یا شہید موجود ہیں۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آج یا جوج ما جوج کی دیوار کا اتنا حصہ کھل گیا اور پھر راوی نے اپنی انگلی کے ذریعے توڑے کا نشان بنا کر دکھایا۔ (مسلم شریف)

☆ ایک مرتبہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی ایک چھت پر چڑھے اور پھر فرمایا جو میں دیکھ رہا ہوں کیا تم وہ دیکھ رہے ہو؟ میں قتلوں کو اس طرح نازل ہوتے دیکھ رہا ہوں جیسے تمہارے گھروں میں بادش کے قطرے گرتے ہوں۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے جتنی زمین سبکی مٹی میری امت کی حکومت وہاں تک ہوگی۔ (ابن ماجہ)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا معتریب دریا نے فرات سے سونے کا ایک خزانہ نکلے گا جو شخص وہاں موجود ہوگا وہ اس میں سے کچھ حاصل نہ کرے۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آپ کا رخ اس وقت مشرق کی طرف تھا فرمایا قنہ یہاں سے ہوگا، قنہ یہاں سے ہوگا، قنہ یہاں سے ہوگا جہاں سے شیطان کے پیٹنگ نکلنے ہیں۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک قبیلہ دوس کی عورتیں 'ذوالخصصہ' کا طواف نہیں کریں گی۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت سے کچھ پہلے) حبشہ سے تعلق رکھنے والا جو کوئی پٹلیوں کا مالک شخص خانہ کعبہ کو منہدم کر دے گا۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی 'قحطان' سے وہ شخص نہیں نکلے گا جو لوگوں کو اپنی لالچی کے ذریعے بانک کر لے جائے گا۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن اس وقت تک ختم نہیں ہونگے جب تک 'عجیبا' نامی بادشاہ نہ بن جائے۔

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان ترک قوم کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے جن کے چہرے ڈھلی ہوئی ڈھال کے مانند ہوں گے یہ لوگ بالوں سے بنا ہوا لباس اور بالوں سے بنی ہوئی جوتیاں پہنے ہوں گے۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں ایسا خلیفہ ہوگا جو کفنی کے بغیر مال تقسیم کرے گا۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تھا کہ تمہیں ہفتی گروہ قتل کرے گا۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تمیں کے قریب جھوٹے دجالوں کو (زمین پر) بھیج نہ دیا جائے گا ان میں کا ہر شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک فہرہ (یعنی کافر) لکھا ہوگا۔ (ابن ابیہ)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا دیکھنا اس جگہ ہے۔ (یعنی قبلہ) اللہ کی قسم تمہارے رکوع اور خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں اور بلاشبہ تم کو اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میرے قریب کی گئی یہاں تک کہ اگر میں ولیری کرنا تو جنت کے انگوڑے سے ایک خوشہ انگوڑو ذکر تمہارے پاس لانا اور جہنم بھی میرے قریب کی گئی۔ (بخاری شریف)

☆ میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر میں جنگ کرے گا ان کی مغفرت فرمادی گئی ہے۔ (بخاری شریف)

☆ غزوہ خیبر کے دن سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں جہنم ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ (بخاری شریف)

☆ جب سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے جبل اُحد آیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھاڑی ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (بخاری شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک کان میں اپنے دھواں کی خبر دی اور دوسرے کان میں سب سے پہلے خاندان میں سے ملاقات کی خبر دی۔ (بخاری شریف)

☆ میرا احسان سرور ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو جماعتوں کے درمیان صلہ فرمائے گا۔ (بخاری شریف)

منکرین کے اعتراضات کے جوابات

☆ بعض اوقات ایسے مقامات آتے ہیں جہاں سے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہ ہٹا دیتا ہے لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بار اوٹ کے نیچے ہونا مگر سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہ کا ہٹا دیا جانا اس لئے تھا کہ اُس وقت آیتِ تحم نازل ہونا تھی۔

☆ یہودی عورت کا گوشت میں زہر ملا کر سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھانا اس نیت سے کہ اگر یہ سچے نبی ہوں گے تو وفات نہ پائیں گے لہذا اسلام کی حقانیت کو یہودی عورت پر واضح کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہ گوشت میں موجود زہر سے ہٹا دی۔

☆ بعض کاموں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاموش رہنا یا لاعلمی کا اظہار کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے کیونکہ اس میں امتیں کیلئے تعلیمات ہوتی ہیں۔

الغرض کہ واضح ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب پر آگاہ فرمایا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ قرآن و حدیث کا منکر ہے۔

سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں اور بشری لبادیے میں دنیا میں تشریف لائے

اسلامی عقائد میں یہ بات موجود ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام نور کے پیکر ہیں مگر اس دنیا میں ایسا بشریت میں تشریف لائے لہذا سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نور ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ہونا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت ہے اور بشریت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت ہے لہذا ہمیں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت اور نورانیت دونوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

القرآن..... **قد جاءكم من الله نور** (پ ۶۔ سورۃ مائدہ: ۶)

ترجمہ..... بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔

تفسیر..... تفسیر ابن عباس صفحہ ۷۲، تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۹۹، تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۴۱۷، تفسیر مدارک جلد ۱ صفحہ ۴۷، تفسیر روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۸۷، تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۵۲۸، تفسیر درمثور جلد ۳ صفحہ ۲۳۱، تفسیر جلالین، تفسیر ابن جریر، مدارج النبوت اور مواہب اللدیہ تمام معتبر تفاسیر میں مفسرین نے اس آیت میں نور سے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مراد لیا ہے۔

القرآن..... **وانزلنا اليكم نوراً مبيناً** (پ ۲۔ سورۃ نساء: ۱۷۴)

ترجمہ..... اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

تفسیر..... اس آیت میں روشن نور سے مراد سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

القرآن..... **يريدون ان يطفئوا نور الله** **يا فواهم** **وامي الله الا ان يتمنوه ولو كره الكافرون**

ترجمہ..... چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کو پورا کرنا چاہے برا مانیں کافر۔

(پ ۱۰۔ سورۃ توبہ: ۳۲)

تفسیر..... مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں نور سے مراد سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، کفار چاہتے تھے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) قتل کر دیا جائے۔ قرآن مجید کی اس آیت میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل پر کسی کو قدرت نہیں دی۔

ان تمام آیات اور تفاسیر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں۔

﴿اب احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں﴾

حدیث شریف..... **اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي** (بحوالہ تفسیر روح البیان، ج ۲ ص ۱۹۱۔ مدارج النہت، ج ۲ ص ۲۔ معارج النہت، ج ۵ ص ۱۳۵)

ترجمہ..... سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تمام مخلوقات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

حدیث شریف..... **اِنَّا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُورِي** (بحوالہ مدارج النہت۔ شفاء عبدالحق محدث دہلوی)

ترجمہ..... سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے۔

حدیث شریف..... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! بے شک اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے میرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا فرمایا۔ (بحوالہ مواہب اللدنیہ۔ زرقانی شریف، ج ۳ ص ۳۲)

مندرجہ بالا تمام احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور علی نور ہیں بلکہ آپ کے نور ہی سے کائنات میں نور ہے۔

نبی کو اپنی طرح بشر سمجھنا کُفّار کا طریقہ ہے

سب سے پہلے نبی کو حقارت سے بشر کہنے والا شیطان تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں شیطان نے کہا:

القرآن..... قَالَ لِمَ اَكُنْ لَاسِجْدٍ لِّبَشَرٍ (سورہ حجر: ۳۳)

ترجمہ..... بولا مجھے نہ پائے کہ بشر کو سجدہ کروں۔

معلوم ہوا کہ انبیاء کے کرام علیہم السلام کو حقارت سے بشر کہنے کا آغاز شیطان سے ہوا پھر اس کے پیلے کفار و مشرکین بھی انہی کے کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہتے تھے۔

چنانچہ حضرت نوح، حضرت صالح، حضرت ہود علیہم السلام کی قوم کے کافروں نے اُن سے کہا:

القرآن..... قَالُوا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ط (سورہ ابراہیم: ۱۰)

ترجمہ..... تم تو ہم جیسے بشر ہو۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے کہا:

القرآن..... وَ مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ط (سورہ شعراء: ۱۸۲)

ترجمہ..... تم تو نہیں مگر ہم جیسے بشر۔

ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا شیطان کے پیروکاروں کا عمل ہے مومنوں کا طریقہ نہیں ہے۔

پھر نبی نے اپنے آپ کو بشر کیوں کہا؟

سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو بشر کہنا یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عاجزی و انکساری ہے جیسے کوئی حاکم وقت اپنی رعایا سے کہے کہ میں تو آپ کا خادم ہوں۔ خادم کہنا حاکم وقت کی عاجزی و انکساری ہے، کہنے سے وہ خادم ہرگز نہ ہوگا۔ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے بشر کہلوا یا خود رب کریم نے بشر نہ کہا۔

سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت اور شریعت و دُلوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے یعنی آپ نور بھی ہیں اور بے مثل بشر بھی ہیں۔

سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثل کوئی نہیں

حدیث شریفہ..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہیوں نے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے در پے متواتر روزے نہ رکھو اور تم میں سے جب کوئی متواتر روزے رکھنا چاہے تو سحری تک رکھ سکتا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ تو متواتر روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں رات گزرتا ہوں مجھے کھلانے والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔ (بخاری شریف، جلد اول)

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے مددگار ہیں

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے مدد کرتے ہیں اُن کو موتوں کا مددگار اللہ تعالیٰ نے ہی بنایا ہے چنانچہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

القرآن..... فان الله هو مولو و جبريل و صالح المؤمنين والملئكة بعد ذلك ظهير ۝ (سورہ تحریم: ۳)

ترجمہ..... ہے نیک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

القرآن..... انما وليکم الله ورسوله (سورہ مائدہ: ۵۵)

ترجمہ..... تمہارے مددگار تمہیں مگر اللہ اور اس کا رسول۔

القرآن..... يا ايها الذين آمنوا استعينوا بالصبر والصلوة (سورہ البقرہ: ۱۵۳)

ترجمہ..... اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔

قرآن مجید میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی:

القرآن..... واجعل لنا من لذك وليا واجعل لنا من لذك نصيرا (سورہ نساء: ۷۵)

ترجمہ..... اور تمہیں اپنے پاس سے کوئی حمایت دے اور تمہیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ، انبیائے کرام علیہم السلام، فرشتے اور مؤمنین مددگار ہیں۔ لہذا ان سے مدد مانگنا جائز ہے۔

الحديث..... امام بخاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ابی المفرد میں روایت کرتے ہیں کہ صحابی رسول حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا کسی نے کہا اُن کو یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں اس کے بعد حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بلند آواز سے کہا ”یا محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاؤں فوراً ڈرست ہو گیا۔“ (بحوالہ کتاب ابی المفرد۔ مصنف امام بخاری علیہ الرحمۃ) علامہ کرام فرماتے ہیں جہاں پر محقق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ الف اور ہ آجائے تو اس کے معنی مدد طلب کرنے کے ہیں۔

روایت..... حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ جب مسلمہ کذاب کیساتھ ہزار افواج سے ہوا تو اس وقت مسلمان کم تعداد میں تھے لہذا مسلمانوں کے قدم آکھڑ گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام علیہم السلام نے عداوی یا حمدا! یا حمدا! (اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہماری مدد فرمائیں) کیے کہنا تھا کہ مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا ہوئی۔ (بحوالہ الباری والانبیاء ج ۶ ص ۳۶۴۔ ابن اثیر، ج ۳ طبری، ج ۳ ص ۲۵۰)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا مدد کے جواز میں فتویٰ

تیرہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی قرآن مجید کی تفسیر تفسیر عزیزی میں اس آیت **ایاک نعبد** و **ایاک نستعین** ہم تیری ہی عبادت کریں اور تجھ ہی سے مدد چاہیں کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر جان کر ان سے مدد مانگنا درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا ہے۔

لہذا تمام دلائل و براہین کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے مومن کی مدد فرماتے ہیں یہی صحیح اسلامی عقیدہ ہے۔

محبوبانِ خدا کو 'یا' کہہ کر پکارنا

محبوبانِ خدا کو یا کہہ کر پکارنا مثلاً یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، یا نبی اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، یا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، یا غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہنا جائز ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لفظ 'یا' کے ساتھ مخاطب فرماتا ہے:-

القرآن..... **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ** (پ ۱۰۰-سورۃ انفال: ۱۰)

ترجمہ..... اے غیب بتانے والے (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

القرآن..... **يَا أَيُّهَا الْمَزْمِلُ** (پ ۲۹-سورۃ مزمل: ۱۰)

ترجمہ..... اے چھڑ مٹ مارنے والے۔

القرآن..... **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ** (سورۃ احزاب: ۴۰)

ترجمہ..... اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

القرآن..... **يَا أَيُّهَا الْمَدْنِيُّ** (پ ۲۹-سورۃ مدثر: ۱۰)

ترجمہ..... اے چادر اوڑھنے والے (حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

القرآن..... **يَا أَيُّهَا الرِّسُولُ** (سورۃ مائدہ: ۷۰)

ترجمہ..... اے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

معلوم ہوا کہ محبوبانِ خدا کو یا کہہ کر پکارنا جائز ہے اور سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہہ کر پکارنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو 'یا' کہہ کر فرماتا ہے:-

القرآن..... **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**

ترجمہ..... اے ایمان والو!

کہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیائے کرام علیہم السلام کو پکارا:

القرآن..... **يَا إِبْرَاهِيمَ، يَا مُوسَى، يَا دَاوُدَ، يَا سُلَيْمَانَ، يَا يَحْيَى، يَا عِيسَى**

ترجمہ..... اے ابراہیم، اے موسیٰ، اے داؤد، اے سلیمان، اے یحییٰ، اے عیسیٰ۔

معلوم ہوا کہ اہل اللہ کو لفظ 'یا' کے ساتھ پکارنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

اولیائے کرام رحمہ اللہ کا سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا کھہ کر خدا دینا

☆ حضرت امام ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پروردہ شریف میں لکھتے ہیں:

یا اکریم الخلق مائی من الودبہ سواک عند حلول الحادث العمم

اے بہترین مخلوق (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ مصیبت عامہ کے وقت جس کی پناہ لوں۔

☆ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدے میں لکھتے ہیں:

یا رحمة العالمین اورکنی زین العابدین محبوس ابندی الظلمین فی موکب المددہم

یا رحمت العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! زین العابدین کی مدد کریں وہ لوگوں کے جہنم میں ظالموں کی قید میں ہے۔

(قصیدہ زین العابدین)

☆ امام جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا:

زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

نہ آخر رحمة للعالمین و محدود ماں چر فارغ نشین

جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے۔ رحم فرماؤ یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحم فرماؤ

کیا آپ رحمۃ العالمین نہیں پھر مجرموں سے فارغ کیوں بیٹھے ہیں۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا:

یا سید السادات جئتک قاصدا ارجو ارضاک و حتمی بحماک

واللہ یا خیر الخلق ان لی قلبا مسوتا لا یروم سواک

اے سیدوں کے سید! بیٹھواؤں کے بیٹھواؤ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں دلی قصد سے آپ کے حضور میں آیا ہوں

آپ کی ہر بات اور خوشنودی کی امید رکھتا ہوں اور اپنے آپ کو سب برائیوں سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! اے بہترین مخلوقات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! تحقیق میرا دل آپ کی زیارت کا بہت ہی شوق رکھتا ہے۔

سوائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی شے سے اس دل کو آفت نہیں ہے۔

قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور اکابر اولیاء اللہ سے اس بات کا ثبوت ملا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو لفظ 'یا' کے ساتھ مخاطب کرنا جائز ہے بلکہ صحابہ کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عطاسے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختارِ کُل ہیں

کائنات کی ہر چیز کا مالک اور خالق اللہ تعالیٰ ہے مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے فضل سے اختیارات عطا فرما کر مختارِ کُل بنا دے۔

اللہ تعالیٰ اپنا ملک جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے ﴿

القرآن..... قُلِ اللّٰهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ تَوْتَى الْمَلِكِ مِنْ تَشَاءُ (پ ۳۔ سورۃ آل عمران: ۲۶)

ترجمہ..... یوں عرض کراے اللہ ملک کے مالک تو ملک جس کو چاہتا عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پرہیزگار بندے جنت کے مالک ہیں ﴿

القرآن..... تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا (پ ۱۶۔ سورۃ مریم)

ترجمہ..... یہ وہ جنت ہے جس کا مالک ہم اپنے بندوں میں سے اے کریں گے جو پرہیزگار ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عطا پر کوئی پابندی نہیں ﴿

القرآن..... وَ مَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا (پ ۵۸۔ سورۃ بنی اسرائیل: ۳۰)

ترجمہ..... اور تمہارے رب پر کوئی پابندی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی ہر چیز اپنے خاص بندوں کے تابع کر دی ہے ﴿

القرآن..... اِنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ طَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً

ترجمہ..... آسمان اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مسخر کر دی ہے اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں بھرپور دیں۔

(پ ۲۱۔ سورۃ لقمان: ۲۵)

القرآن..... اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝

ترجمہ..... اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! بے شک ہم نے ساری کثرت تمہیں عطا فرمائی۔

﴿اب احادیث ملاحظہ ہوں﴾

الحديث..... حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض

ترجمہ... بے شک مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں عطا کی گئیں۔

(صحیح بخاری، ج ۲ ص ۵۸۵-۵۷۷ صحیح مسلم، ج ۲ ص ۲۵۰ مشکوٰۃ شریف، ج ۲ ص ۵۴۷)

الحديث..... سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بینا انا وتیت بمفاتیح خزائن الدنيا

ترجمہ... میں سو رہا تھا کہ تمام خزانوں دنیا کی کنجیاں مجھے دی گئیں۔

(بخاری و مسلم۔ کنوز المحتاقین للمنادی، ج ۱ ص ۱۰۰)

دورِ ذیل احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے خزانے کی کنجیاں عطا فرمادی ہیں۔

سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تقسیم کرنے کا بھی اختیار ہے؟

جواب..... جی ہاں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تقسیم کرنے کا بھی اختیار حاصل ہے چنانچہ خود سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:-

الحديث..... حضرت امیرِ مہادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

(بخاری و بخاری شریف، ج ۱ ص ۱۶۰ مشکوٰۃ شریف، ج ۲ ص ۳۲)

الحديث..... سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ کی برکت کا) میں ہی قاسم اور خازن ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۱ ص ۳۳۳)

ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں لہذا ہمیں جو کچھ ملتا ہے سب بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریعت کا بھی مٹا رہنایا ہے ﴿

چنانچہ احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:-

الحدیث..... حضرت نصر بن عاصم لمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خاندان کے شخص کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس شرط پر اسلام لائے کہ وہ صرف دو وقت کی نمازیں پڑھا کریں گے تو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی شرط قبول کر لی۔ (بحوالہ مسند احمد شریف)

الحدیث..... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ کرام علیہم السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ فرمایا نہیں! اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا۔

(بحوالہ ترمذی، ابن ماجہ و احمد)

الحدیث..... سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دونوں چیزوں کے درمیان کی اور دونوں مانگوں کے درمیان کی مجھے ضمانت دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری شریف)

فائدہ..... جنت کی ضمانت وہی دے سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے جنت کا مالک بنایا ہو۔

الحدیث..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر شاق نہ جانتا تو میں ان کو سواک کا حکم دیتا۔ (بخاری شریف)

الحدیث..... سعید نے اپنے باپ ابو (سعید کیسان) سے انہیوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک وقت ہم مسجد میں تھے۔ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا یہودیوں کے پاس چلو۔ ہم سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ ہم بیت الموراس (جس جگہ یہودیوں کے عالم قورات کا درس دیتے تھے) آئے۔ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے پھر ان کو آواز دی اور فرمایا اے یہود کے گروہ! اسلام لے آؤ سلاحتی میں رہو گے۔ یہودیوں نے کہا اے ابو القاسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ نے اپنا پیغام تکلیف دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا میں (تمہارا اقرار تبلیغ) ہی چاہتا تھا۔ مسلمان ہو جاؤ سلاحتی میں رہو گے۔ یہودی نے کہا اے ابو القاسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ نے تبلیغ کر دی تو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا میں یہی چاہتا تھا۔ پھر آپ نے ان سے قیسری بار فرمایا جان لو زمین صرف اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تم کو اس زمین سے جلا وطن کرنا چاہتا ہوں تم میں کوئی اپنے مال کے بدل کوئی چیز پاتا ہے تو چاہئے کہ وہ اس کو فروخت کر دے تو جان لو زمین صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے۔ (بخاری شریف)

الحديث حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہٴ خیبر سے واپس تشریف لائے اور اُحد پہاڑ سامنے ظاہر ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ فرمایا، فرمایا اے اللہ تعالیٰ! میں مدینہ منورہ کے سیاہ پتھروں والی زمین کے دونوں کناروں کے درمیان حرام کرتا ہوں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرام کیا تھا۔ اے ہمارے رب! ہمارے صانع اور مددگار برکت عطا فرما۔ (بخاری شریف)

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے جسے چاہے حرام فرمائیں۔

ان تمام قرآنی آیات اور احادیث کے مطالعہ کے بعد بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختارِ کل تھے تو کفار کے مظالم کیوں برداشت کئے، میدانِ جہاد میں اسلحہ لے کر کیوں گئے، فاقہ کیوں کئے، اپنے نواسے کو کیوں نہیں بچا پائے، جہاد کیلئے چندہ کیوں مانگا، ہجرت کیوں کی؟

سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہتے تو ان تمام چیزوں سے بھی اپنے آپ کو بچا سکتے تھے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ عمل اجنبی اُمت کی تعلیم کیلئے تھا ورنہ قیامت تک آنے والے امتی دین کی راہ میں تکلیف کے موقع پر یہ کہہ دیتے کہ ہمارے نبی کو کہاں تکالیف پہنچی مگر اب امتیوں کیلئے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تکالیف سہتاہ ہجرت کرنا اور اپنے نواسوں کو قربان کرنا ایک مثال بن چکا ہے قیامت تک آنے والے امتی اس کو اسوۂ حسنہ اور تعلیماتِ نبوی سمجھ کر دین کی راہ میں آنے والی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہیں گے۔

حاضر و ناظر ہونا

حاضر و ناظر کے معاملے میں اہلسنت کا عقیدہ ہرگز یہ نہیں کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادھر بھی ہیں ادھر بھی ہیں.....
 نہیں بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں جلوہ فرما ہیں اور اپنے ربّ جل جلالہ کی عطا سے جب چاہیں جہاں چاہیں
 جسم و جسمانیات کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں یہ اسلامی عقیدہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ شاید و موجود ہے۔

القرآن..... **النَّبِيُّ اٰوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ** (سورۃ احزاب: ۶)

ترجمہ..... نبی مومنوں کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔

مسلمان دنیا کے کسی خطے میں ہوں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مومن کی جان سے زیادہ قریب ہیں اور یہ حکم قیامت تک
 آنے والے مسلمانوں کیلئے ہے۔

القرآن..... **وَيَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا** (سورۃ بقرہ: ۱۴۳)

ترجمہ..... یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہیں۔

یہ حکم بھی قیامت تک آنے والے مسلمانوں کیلئے ہے کہ میرا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم پر گواہ اور نگہبان ہے لہذا تمہارا گواہ
 دینی ہوگا جو مومنوں کے قریب ہوگا۔

القرآن..... **وَاعْلَمُوْا اَنْ فِیْكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ** (سورۃ حجرات: ۷)

ترجمہ..... اور جان لو تم میں اللہ کے رسول ہیں۔

یہ حکم بھی قیامت تک آنے والے مسلمانوں کیلئے ہے کہ ربّ کریم فرما رہا ہے کہ اے لوگو! میں تم پر عذاب اس لئے نازل نہیں کرتا
 کہ تم میں میرا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ گر ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب بھی ہمارے درمیان ہیں اور
 درمیان میں دینی ہو سکتا ہے جو حیات ہو۔

القرآن..... **وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یَّقْتُلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۚ بَلْ اَحْیَآءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ** (سورۃ بقرہ: ۱۵۴)

ترجمہ..... اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

اس آیت میں شہداء کے زندہ ہونے کا ذکر ہے اور زندہ ہونا جسم اور روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ تفسیر خازن میں ہے کہ شہداء کے جسم
 قبروں میں محفوظ رہتے ہیں مٹی اُن کو تسمان نہیں پہنچاتی۔ لہذا معلوم ہوا کہ جب شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو انہی کے کرام
 علیہم السلام کی حیات کا کیا عالم ہوگا؟

القرآن..... فکیف اذا جئنا من کل امة بشہید وجئنا بک علیٰ هؤلاء شہیدا
ترجمہ..... تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہیں ان سب پر گواہ اور
تمہیں ان کا گواہ لائیں۔ (سورہ نساء: ۴۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوری امت پر جو قیامت آئے گی سب پر گواہ اور تمہیں ان میں
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کی گواہی بھی دیں گے اور کھچلی امتوں کی گواہی بھی دیں گے۔ یاد رہے گواہی ہمیشہ وہ دیتا ہے
جو زندہ اور موجود ہو اور ہر حالات اور واقعات سے باخبر ہو لہذا اس آیت سے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر اور حیات ہونا
ثابت ہے۔

الحمد للہ..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے
زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھائے پس اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ)
روایت..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے میرے والد جب بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ
مجھے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس لے جانا اور اجازت طلب کرنا اور کہنا کہ یہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں
یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے پاس دفن کر دیں۔ اگر وہ اجازت دیں تو مجھے ہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے
جنت البقیع لے جانا۔ پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حجرہ مہارکہ کے دروازے پر لے جایا گیا اور کہا گیا یہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں اور
انہوں نے ہمیں وصیت کی کہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجازت دے دیں تو ہم داخل ہو جائیں اور اگر اجازت نہ دیں تو ہم واپس
چلے جائیں پس ہمیں آواز آئی کہ تم داخل کرو وہم نے کلام سنا اور کسی کو دیکھا نہیں۔

دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (جب لوگوں نے صدائی کی) میں نے دروازہ دیکھا کہ وہ کھل گیا اور
میں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ دوست کو دوست کے ساتھ ملا دو بے شک دوست دوست کے ساتھ ملنے کا مشتاق ہے۔

(تھکھن کبریٰ، ج ۳ ص ۳۸۸)

یہ اہلسنت پر الزام ہے کہ ہم سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر ہونا مانتے ہیں بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ قوت اور اختیار دیا ہے کہ وہ جہاں چاہیں تصرف فرما سکتے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ کے
شاہد و موجود ہونے اور سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہونے میں بہت فرق ہے دوسرا فرق ذاتی اور عطائی کا بھی ہے
اس لئے برابری کے امکانات ختم ہو گئے اور جب برابری نہ رہی تو شرک بھی نہ ہوا۔

غیر اللہ کا وسیلہ پکڑنا

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑنے کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے جس پر صحابہ کرام علیہم السلام کا عمل بھی رہا ہے اور جو وسیلے کا انکار کرتے ہیں وہ اس کو ضرور پڑھیں۔

القرآن..... يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَبْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (سورہ آئہ: ۳۵)

ترجمہ..... اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

فائدہ..... مذکورہ آیت میں وسیلہ سے مراد محبوبانِ خدا ہیں جن لوگوں نے اس کا انکار کر کے صرف اعمالِ صالحہ مراد لئے ہیں اُن کی غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے محقق شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا قول کافی ہے، آپ نے اس آیت سے استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلہ سے ایمان مراد لیا جائے اس لئے کہ خطابِ الہ ایمان سے ہے چنانچہ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اس پر دلیل ہے اور عملِ صالح بھی مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تقویٰ میں داخل ہے اس واسطے کہ تقویٰ کی عبادت ہے ایسا اور امر اور ایستاب نواہی ہے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا معنایستاب بن المعطوف والمعطوف علیہ کا متعلق ہے اور اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہو سکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے۔ (حاشیہ التلویٰ الجلیل از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ)

القرآن... وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (سورہ بقرہ: ۸۹)

ترجمہ..... اور اس سے پہلے وہ اس نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

تفسیر..... تفسیر خازن میں ہے کہ یہود سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا میں آنے سے قبل برکت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے کفار یعنی مشرکین عرب پر فتح و نصرت مانگتے تھے جب انہیں مشکل پیش آتی تو یہ دعا کرتے یا رب! مل جانا ہمارے مدد فرما اس نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا صدقہ جو آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے جن کے صفات ہم تو رات میں پاتے ہیں یہ دعا مانگتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے۔ (تفسیر خازن)

تفسیر..... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں کہ یہودی قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر آپ کی فضیلت کے معترف و مقرر تھے اس لئے جنگ اور اپنی شکست کے خوف کے وقت اللہ تعالیٰ سے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ فتح و نصرت طلب کرتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اس قدر برکت رکھتا ہے کہ اس کے ذکر و توسل سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

الحمد ہیث۔۔۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اندھا شخص سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری بینائی کیلئے دعا کیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو میں دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کرو یہ بہتر ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دعا فرمائیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے اس طرح دعا کرو اللہ تعالیٰ! میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وسیلے سے بینائی چاہتا ہوں اُس نا بینا نے ایسا ہی کیا اور آنکھوں کی روشنی دُرست ہو گئی۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، بیہقی)

الحمد ہیث۔۔۔ بخاری شریف میں ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کو فتح ملتی ہے اور روزی دی جاتی ہے بزرگوں فقیروں کے وسیلے سے۔ (بخاری، مشکوٰۃ شریف، باب الفقراء)

الحمد ہیث۔۔۔ محمد بن طلحہ (اپنے باپ) طلحہ بن (مصرف بن عمرو الیمانی) سے روایت کرتے ہیں اور وہ مصعب بن سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گمان کیا کہ ان کو (بسبب شجاعت یا یوہ کثرت مال و غنا) دوسروں پر فضیلت حاصل ہے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: انہی لوگوں کے سبب اور وسیلے سے تمہیں رزق ملتا ہے۔ (بخاری، بخاری شریف)

الحمد ہیث۔۔۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے اور کہتے اے اللہ تعالیٰ! تیری بارگاہ میں ہم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے تو ہم پر رحمت کی بارش فرمادیا کرتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ لے کر آئے ہیں ہم پر بارانِ رحمت نازل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان پر بارش برس پڑی۔ (بخاری، بخاری شریف)

اللہ تعالیٰ وسیلے کا محتاج نہیں بلکہ ہم گناہگاروں کو وسیلے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ (ڈائریکٹ) مانگنے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ ہم اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی نیک بستی کے وسیلے سے مانگنے سے اللہ تعالیٰ جلد سنتا اور دعا رُو نہیں فرماتا۔

بد مذہبوں کی دلیل کا جواب

بد مذہب کہتے ہیں کہ اعمال کا وسیلہ مانگنا چاہئے، انہی نے کرامِ علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا وسیلہ نہیں۔

کوئی بھی مسلمان اس بات کی سنہ نہیں دے سکتا کہ ہمارے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کر لیجئے کہ اعمال کا وسیلہ مضبوط ہوا کہ انہی نے کرامِ علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا۔

‘ما اهل به لغیر اللہ‘ کا مطلب اور تذروخیاز

عام طور پر اہلسنت پر یہ الزام لگایا جاتا ہے وہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں اور بد نصیبی اُن لوگوں کی یہ ہے کہ جو آیات بتوں کے حق میں نازل ہوئیں وہ مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں، لہذا آپ ملاحظہ کریں کہ ایسے لوگ دین میں خیانت کرتے ہیں۔

القرآن..... انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر اللہ ۝

ترجمہ..... درحقیقت (ہم نے) تم پر حرام کیا مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا (کسی اور کا نام) پکارا گیا ہو۔

(پ ۵۔ سورہ بقرہ۔ رکوع ۵)

القرآن..... حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر اللہ ۝

ترجمہ..... حرام کر دیا گیا تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔

(پ ۵۔ سورہ مائدہ۔ رکوع ۵)

ان آیات میں ‘ما اهل به لغیر اللہ‘ سے کیا مراد ہے؟

☆ تفسیر وسط علامہ واعدی میں ہے کہ ‘ما اهل به لغیر اللہ‘ کا مطلب یہ ہے کہ جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے ترجمان القرآن میں ‘ما اهل به لغیر اللہ‘ سے مراد لکھا ہے کہ جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

☆ تفسیر روح البیان میں علامہ الطنیل حقی علیہ الرحمۃ نے ‘ما اهل به لغیر اللہ‘ سے مراد یہی لیا ہے کہ جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

☆ تفسیر بیضاوی پارہ ۲ رکوع نمبر ۵ میں ہے کہ ‘ما اهل به لغیر اللہ‘ کے معنی یہ ہیں کہ جانور کے ذبح کے وقت بتائے خدا کے بت کا نام لیا جائے۔

ان تمام مستبرق تفسیر کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ یہ تمام آیتیں بتوں کے رد میں نازل ہوئی ہیں لہذا اسے مسلمانوں پر چسپاں کرنا کھلی گمراہی ہے۔

مسلمانوں کا خذرو خیال کرنا

مسلمان اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک جانتے ہیں اور جانور ذبح کرنے سے پہلے 'بسم اللہ' اکبر پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں پھر کھانا پکوا کر اللہ تعالیٰ کے ولی کی روح کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ لہذا اس میں کوئی شرک و الی بات نہیں بلکہ جائز ہے۔

ایصالِ ثواب کیلئے بزرگوں کی طرف منسوب کرنا

الحمد یت... حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ کے ایصالِ ثواب کیلئے کتواں کھدوا کر فرمایا: 'هَذِهِ يُلَاحَظُ سَعْدُ' یہ کتواں سعد کی والدہ کیلئے ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے پینے کی چیزوں کی نسبت کسی فوت شدہ کی طرف کرنے سے وہ حرام نہیں ہوتیں ورنہ صحابی رسول ایسا نہ کرتے۔

الحمد یت..... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ پر ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا یہ قربانی میری اور میری امت کے ان اشخاص کی طرف سے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔ (بخاری، ابوداؤد، کتاب النماز)

جس طرح سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کیلئے قربانی کر کے اس کو اپنی امت کی طرف منسوب فرمایا اسی طرح مسلمان اللہ تعالیٰ کیلئے قربانی کر کے اس کو اولیاء اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

العرض کہ نام نذر و نیاز کا ہے مگر درحقیقت ایصالِ ثواب ہی بنیاد ہے لہذا بدگمان لوگ اپنی بدگمانی دور کریں اور شریعتِ مطہرہ کو سمجھیں کیونکہ یہی اسلامی عقیدہ ہے۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے فتاویٰ کی جلد اول کے صفحہ نمبر ۱۷ پر فرماتے ہیں کہ نیاز کا وہ کھانا جس کا ثواب حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ، قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے تو وہ کھانا برکت والا ہو جاتا ہے اور اس کا تناول کرنا بہت اچھا ہے۔

ایصالِ ثواب کی تعریف

ایصالِ ثواب کا معنی ہے ثواب پہنچانا۔ ایک زندہ شخص دوسرے زندہ شخص کو کھانا کھلا سکتا ہے، پانی پلا سکتا ہے، کپڑا پہنا سکتا ہے، ثواب ایصال کر سکتا ہے اور ہر قسم کا فائدہ پہنچا سکتا ہے اسی طرح انسان کے مرنے کے بعد بھی ایک مسلمان نیکی کر کے اس کا ثواب اپنے مرحومین کو پہنچا سکتا ہے اگر مرحوم گنہگار ہے تو یہ ثواب اس کے گناہوں کو مٹانے والا ہوگا اور اگر مرحوم نیک تھا تو یہ ثواب اس کیلئے درجات میں بلندی کا ذریعہ بنے گا۔

ایصالِ ثواب کا میت کو پہنچانا

میت کو ایصالِ ثواب ضرور پہنچتا ہے بلکہ احادیث میں سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ایصالِ ثواب کی تلقین فرمائی۔

الحمد للہ..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار آدمی مرنے کے بعد اپنے اعمال اور سنات کو پاتا ہے خواہ کوئی علم ہو جو دوسروں کو پڑھایا ہو، پھیلایا ہو یا فرزند صالح جو اس نے پیچھے چھوڑا ہو، یا قرآن مجید جو کسی دوسرے کے ملک کر دیا ہو، یا مسجد جس کو اس نے تعمیر کیا ہو، یا کوئی مہمان سرا جو مسافروں کیلئے تعمیر کیا ہو، یا شہر جو اس نے جاری کی ہو، یا صدقہ جو اس نے اپنے مال سے اپنی صحت کی حالت میں فی سبیل اللہ نکالا ہو۔ (بخاری، ابن ماجہ)

الحمد للہ..... حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مَرَدوں (مرحومین) پر سورۃ یٰسین شریف پڑھا کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

الحمد للہ..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اللہ تعالیٰ اپنے صالح بندے کے درجے جنت میں بلند کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار! میں جلال! یہ درجے کیونکر بلند ہوئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے بیٹے کے تیرے لئے استغفار کرنے کے سبب سے۔ (بخاری، احمد)

معلوم ہو کہ ایصالِ ثواب کرنے سے نہ صرف میت کو ثواب پہنچتا بلکہ اس کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔

سوئم اور چہلم کی شرعی حیثیت

سوئم اور چہلم مرحوم کیلئے ایصالِ ثواب کا ایک ذریعہ ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور خیرات وغیرہ کا سلسلہ تو میت کے انتقال کے وقت سے ہی شروع ہو جاتا ہے لیکن چونکہ شرعاً تعزیت کا وقت تین دن ہے اس لئے تعزیت کے آخری دن لوگ زیادہ تعداد میں جمع ہو کر تلاوتِ قرآن مجید، کھانا وغیرہ اور درود شریف پڑھ کر میت کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔

دلیل..... جب کوئی مسلمان وفات پا تا ہے تو اسے شروع کے دنوں میں ایصالِ ثواب کی زیادہ حاجت ہوتی ہے اسلئے برصغیر کے محدث تیرہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالحق محدث دہلوی عابد فرماتے ہیں کہ میت کے انتقال کے بعد سات روز تک صدقہ کیا جائے۔ بعد کی رات کو میت کی روح اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے اس کے گھر والے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔ (بحوالہ ایضہ اللہ تعالیٰ)

مزارات کی تعمیر اور حاضری کی شرعی حیثیت

مزارات کی تعمیر جائز ہے جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

القرآن..... وَكَذَلِكَ أَعِزَّنَا لِمَنْ لَدُنْهُمْ أَجْرٌ مِنْهُمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا
الَّذِينَ أَزَعَوْا عَنْ بَيْنِهِمْ أَفْرَاقًا ۖ فَخَالَفُوا نَهْيَ اللَّهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ هُنَا لِيُكَلِّمَهُمُ الْبَاقِي
امرہم لنتخذن علیہم مسجداً (پہ ۱۵۔ سورہ کہف: ۲۱)

ترجمہ..... اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کر دی کہ لوگ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں
جب وہ لوگ ان کے معاملے میں باہم جھگڑنے لگے تو بولے ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے
وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔

تفسیر..... مشائخ کرام اور علمائے کرام کے مزارات کے ارد گرد یا اس کے قریب میں کوئی عمارت بنانا جائز ہے۔
اس کا ثبوت مندرجہ بالا آیت سے ملتا ہے قرآن مجید نے اصحاب کہف کا قصہ بیان فرماتے ہوئے کہا:

قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا

وہ بولے اس کام میں غالب رہے کہ ہم تو ان اصحاب کہف پر مسجد بنائیں گے۔

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقانی علیہ الرحمۃ نے اس آیت میں مُنْشِئَانَا کی تفسیر میں فرمایا۔

دلیل..... یعنی انہوں نے کہا کہ اصحاب کہف پر ایسی دیوار بناؤ جو ان کی قبر کو گھیرے اور ان کے مزارات کے جانے پر محفوظ ہو جاوے جیسے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف چار دیواری سے گھیر دی گئی ہے مگر یہ بات نامنتظر ہوئی تب مسجد بنائی گئی۔

مَسْجِدًا کی تفسیر میں تفسیر روح البیان میں ہے کہ یصلی فیہ المسلمون ویتبرکون یمکاتہم یعنی لوگ اس میں نماز پڑھیں اور ان سے برکت لیں قرآن مجید نے ان کی دو باتوں کا ذکر فرمایا ایک تو اصحاب کہف کے گرد قبر اور مقبرہ بنانے کا مشورہ کرنا دوسرے ان کے قریب مسجد بنانا اور کسی بات کا انکار نہ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ مزارات اور قبر بنانا اور قریب میں مسجد بنانا اس وقت بھی جائز تھے اور اب بھی جائز ہیں اگر غلط ہوتے تو قرآن مجید کبھی اس کا حکم نہیں دیتا۔ مزارات اولیاء شعاثر اللہ ہیں اور اس سے برکتیں حاصل کرتا اور اس کی تفسیر قرآن مجید سے ثابت ہے۔

دلیل..... کتبِ اصول سے ثابت ہے کہ 'مُشْرِفًا' مرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں رکھا گیا ہے اگر یہ جائز نہ تھا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کو اگر ادیتے پھر تہ قین فرماتے مگر یہ نہ کیا بلکہ قاطع شرک و بدعت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کے گرد دیگی اینٹوں کی گول دیوار کھینچوا دی پھر ولید بن عبد الملک کے زمانے میں صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی موجودگی میں اس عمارت کو نہایت مضبوط بنایا اور اس میں پتھر لگوائے۔

دلیل..... بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی والی کبر و عمر میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ولید ابن عبد الملک کے زمانے میں روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک دیوار گر گئی تو 'أَخَذُو قِیَ بِنَائِہِ' صحابہ کرام علیہم الرضوان اس دیوار کے بنانے میں مشغول ہو گئے۔

دلیل..... بخاری جلد اول کتاب الجنائز اور مشکوٰۃ باب البرکات علی المیت میں ہے کہ حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال ہوا تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک سال تک قبڈالے رکھا۔

یہ بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی موجودگی میں ہوا مگر کسی نے انکار نہ کیا۔

دلیل..... تفسیر روح البیان جلد تیسری پہلا پارہ 'أَمَّا یَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مِنْ أَمْنٍ فَإِنَّہُ' کے تحت لکھتے ہیں کہ علماء اور اولیاء اللہ کی قبروں پر عمارت بنانا جائز ہے جبکہ اس کا مقصد لوگوں کی نظروں میں عظمت پیدا کرنا نہ ہو تاکہ لوگ اس قبر کو حقیر نہ جانیں۔

بد مذہبوں کی دلیل

بد مذہب اس حدیث کو بنیاد بناتے ہیں۔

الحديث..... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تصویر بنادو اور اونچی قبروں کو برابر کرو۔

بد مذہبوں کی دلیل کا جواب

☆ جن قبروں کو گرا دیئے کا حکم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا گیا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں تھیں بلکہ کفار کی قبریں تھیں۔ کیونکہ ہر صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دفن میں سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود شرکت فرماتے تھے نیز صحابہ کرام پیغمبرِ اہل ان کوئی کام سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشورے کے بغیر نہ کرتے تھے لہذا اس وقت جس قدر مسلمانوں کی قبریں بنیں وہ یا تو سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے بنیں تو وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو برابر کرنا پڑا؟ ہاں ایسے غیر مسلموں، عیسائیوں کی قبریں اونچی ہوتی تھیں جس کو مٹانے کا حکم سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا جس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

دلیل..... بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۱ میں ایک باب ہاں دعا ”باب هل یبش قیور مشرکی الجاہلیۃ“ کیا مشرکین زمانہ جاہلیت کی قبریں اکھیر دی جاویں اسی کی شرح میں امام ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۲۶ میں فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام پیغمبرِ اسلام اور ان کے تبعین کے سوا ساری قبریں ڈھائی جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی قبریں ڈھانے (مٹانے) میں اُن کی توہین ہے۔

الحمد للہ قرآن و حدیث اور فقہی عبارات بلکہ مستند کتب سے یہ ثابت ہو گیا کہ اولیاء اللہ کی قبر پر گنبد وغیرہ بنانا جائز ہے عقل بھی جانتی ہے کہ یہ جائز ہونا چاہئے عام سبکی قبروں کا عوام کی نگاہ میں نہادب ہوتا ہے نہ احترام، نہ زیادہ فاتحہ نہ کچھ ایہتمام ہوتا ہے بلکہ لوگ بیرون تلے اس کو روندتے ہیں اور اگر کسی قبر کو پسند دیکھتے ہیں غلاف وغیرہ رکھا ہوا پاتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے خود بخود فاتحہ کو ہاتھ اٹھ جاتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب الدفن میں اور مشکوٰۃ کی شرح حرقۃ میں ہے کہ مسلمانوں کا زندگنی اور موت کے بعد ایک سا ادب ہونا چاہئے۔

مزارات پر حاضری

قرآن مجید نے مزارات اولیاء کو بابرکت قرار دیا ہے لہذا وہاں کی حاضری بھی بابرکت ہے۔

القرآن..... سبحن الذی اسرىٰ بعبدہ لیلان المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی
برکننا حوله لنریہ من آیتنا « اتہ هو السميع البصیر (پ ۱۵۔ سورۃ بنی اسرائیل ۱۱)

ترجمہ..... یا کی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی
کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا اور جانتا ہے۔

اس آیت میں فرمایا کہ جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی اس سے مراد مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مزارات لئے ہیں
کیونکہ مسجد اقصیٰ کے ارد گرد اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مزارات ہیں انہی کو برکت کی جگہ قرار دیا گیا ہے۔

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی تفسیر میں 'الذی برکننا حوله' کے تحت مسجد اقصیٰ کے ارد گرد
برکتوں سے مراد اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مزارات لئے ہیں۔

الحمد بیٹ..... (گورنر مدینہ) مروان آیا اس نے ایک شخص کو (سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی قبر انور پر چہرہ رکھے ہوئے دیکھا
تو مروان نے اس شخص کو گردن سے پکڑا اور کہا کیا تو جانتا ہے کہ تو کیا کر رہا ہے؟ (اس نے) کہا ہاں۔ پس اس شخص کی طرف
(مروان) نے توجہ کی تو چائیک (کیا دیکھا کہ) وہ صحابی رسول حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے فرمائے گئے کسی پتھر
کے پاس نہیں آیا میں تو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں میں نے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دین پر اس وقت روؤ جب دین کا ولی (خلیفہ) نااہل ہو اس لئے میں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی خدمت میں آکر رو رہا ہوں۔ (نحوالہ السنہ رک (امام حاکم) جلد چہارم صفحہ ۵۱۵۔ مستدرج، جلد پنجم صفحہ ۳۲۲)

فائدہ..... معلوم ہوا صحابہ کرام علیہم السلام کو کوئی بھی مسئلہ درپیش ہوتا تو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر
چست کر دیتے تھے۔

الحمد بیٹ..... داری نے اپنی سند میں ابی الجوزہ سے روایت کی کہ اہل مدینہ پر شدید قسم کا قتلہ پڑا لوگ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں شکایت لے کر آئے۔ اُم المومنین نے فرمایا کہ جاؤ اور سیدہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کی چھت کو
اور پر کی طرف سے گول دائرہ کی شکل میں پھاڑ دو تاکہ آسمان اور قبر شریف کے درمیان چھت نہ رہے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔
بارش برسی اور اتنی برسی کے خوب گھاس اُگھا، اونٹ اس طرح فرہ ہو گئے گویا چر پی سے پھٹے جاتے تھے اس لئے اس برس کا نام ہی
'عام الغن' پڑ گیا۔

فائدہ..... القاضی المرافی نے کہا کہ جب کبھی خشک سالی ہوتی تو اہل مدینہ کا یہی طریقہ ہے یعنی سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
مزار پر حاضر ہو جاتے۔

شیخ السبوری المدنی نے کہا کہ جبکہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کا دروازہ کھول دیتے ہیں تاکہ موجد مبارک نظر آئے
اور یہی طریقہ تو یہاں دھال کے بعد بھی وسیلہ ثابت ہوا۔ (نحوالہ قراء الوفاء)

☆ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر تہنک حاصل کرتا ہوں اور ان کے مزار پر آتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آئے تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر آ کر دو رکعت نفل ادا کرتا ہوں اور ان کے مزار پر اللہ تعالیٰ سے ان کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہوتی ہے۔ (بحوالہ مقدمہ شامی صفحہ ۲۴)

☆ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر آ کر دعا کرنا دعا کی قبولیت کیلئے بہت اچھا نسخہ ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ شریف فی باب زیارت انبیا)

☆ شارح بخاری علامہ احمد قسطلانی ارشاد الساری میں نقل فرماتے ہیں کہ سن ۳۶۷ھ میں سمرقند کے لوگ قحط کے سبب مشکلات سے دوچار ہوئے ان میں سے ایک نیک شخص سمرقند کے قاضی کے پاس آیا اور اپنا خواب بیان کیا کہ آپ لوگوں سمیت امام بخاری علیہ الرحمۃ کے مزار کی طرف رواں دواں ہیں۔ علامہ احمد قسطلانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ قاضی نے جب یہ خواب سنا تو کہا 'نَبْغَمَ مَا زَانَيْتُ' یعنی تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ چنانچہ قاضی کیساتھ وہاں کے لوگوں نے حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری دی اس بناء پر سات دن بارش ہوئی اور قحط سالی سے نجات حاصل ہوئی۔

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری جائز ہے اور ان کے وسیلے سے دعا مانگنا بھی جائز ہے۔

بسا اوقات شیطان دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ مزارات کے باہر خرافات اور ڈھول دھماکوں کا بازار گرم رہتا ہے اور بعض بے وقوف لوگ صاحب مزار کو سجدہ کرتے ہیں لہذا مزارات پر حاضری دینا ہی ناجائز و حرام ہے۔ شیطان کے اس وار کی مثال تو ایسے ہیں جیسے کسی شخص نے عیسائی کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اس نے عیسائی نے جواب دیا میں اسلام ہرگز قبول نہیں کروں گا کیونکہ مسلمان جھوٹے اور دھوکے باز ہیں۔ تو کیا ایسے شخص کو اس طرح سمجھایا جائے گا کہ بے عمل، جھوٹے اور شریعت سے ناواقف لوگوں کا فعل ہمارے دین اسلام میں دلیل و حجت نہیں۔ دلیل و حجت ہمارے لئے اسلام کے قوانین ہیں جن میں ان چیزوں کی ممانعت ثابت ہے۔ اس گفتگو کے پیش نظر شیطان کا وار بھی ناکام ہو چکا کہ مزارات کی بے حتمی کرنے والے جاہل لوگوں کا عمل دلیل و حجت نہیں جس طرح اسلام کی دعوت قبول کرنے میں بے عمل لوگوں کا نفل رکاوٹ نہیں اسی طرح بزرگان دین کے مزارات سے فیض لینے میں جاہلوں کا عمل کیوں رکاوٹ بن سکتا ہے؟

بد مذہبوں کے دلائل کا جواب

القرآن (ترجمہ) اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں مُردہ ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائیں جائیں گے۔ (سورہ نحل: ۳۱)

القرآن (ترجمہ) بیشک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں تو انہیں پکارو پکارو تمہیں جواب دیں گے اگر تم سچے ہو کیا اُن کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے گرفت کریں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سُنیں۔ (پ ۹۔ سورہ اعراف: ۱۹۳، ۱۹۵)

ان آیات کی تفسیر کے تحت مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیتیں بتوں کے متعلق نازل ہوئیں مَت عاجز ہیں ایسے کو پوجنا اور معبود بنانا بڑی گمراہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے مملوک و حقوق کسی طرح پوجنے کے قابل نہیں اس پر بھی اگر تم انہیں معبود کہتے ہو؟

شانِ نزول سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب مَت پر ہی کی خدمت کی اور بتوں کی عاجزی اور بے اختیار کی کا بیان فرمایا تو مشرکین نے دھمکا دیا اور کہا کہ بتوں کو برا کہنے والے تباہ ہو جاتے ہیں، برباد ہو جاتے ہیں، یہ مَت اُنہیں برباد کر دیتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر بتوں میں کچھ قدرت رکھتے ہو تو اُنہیں پکارو اور میری نقصان رسانی میں ان سے مدد لو اور تم بھی جو کمر و فریب کر سکتے ہو وہ میرے مقابلہ میں کرو اور اس میں دیر نہ کرو مجھے تمہارے معبودوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں اور تم سب میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ (تفسیر خازن العرفان)

القرآن (ترجمہ) اور بہت بڑا داؤ کھیلے اور بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا وُڈ اور نہ سُواع اور یفوت اور یعوق اور نسر کو۔ (پ ۲۹۔ سورہ نوح: ۲۳)

تفسیر اس آیت کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ اُن بتوں کے نام ہیں جنہیں وہ پوجتے تھے مَت اُن کے بہت تھے مگر یہ پانچ اُن کے نزدیک بڑی عظمت والے تھے ’وُڈ‘ تو مرد کی صورت پر تھا اور ’سُواع‘ عورت کی صورت پر اور ’یفوت‘ شیر کی شکل اور ’یعوق‘ گھوڑے کی اور ’نسر‘ کرگس کی یہ مَت قوم نوح سے متعلق ہو کر عرب میں پہنچے اور مشرکین کے تباہی کے ایک ایک نے ایک ایک کو اپنے لئے خاص کر لیا یہ مَت بہت سے لوگوں کیلئے گمراہی کا سبب بنے۔ (تفسیر خازن العرفان)

مُردہ، اندھا اور بہرہ اس قسم کے الفاظ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ولیوں کے بارے میں نہیں فرما سکتا کیونکہ اپنے دوستوں کیلئے ایسے الفاظ نہیں کہے جاتے یہ الفاظ بتوں ہی کیلئے ہیں وہ پتھر ہیں اندھے، بہرے اور مُردہ ہیں۔

وہ آیات جو بتوں پر نازل ہوئی ہیں بد مذہب اُن آیات کو مسلک حق اہلسنت و جماعت پر چسپاں کرتے ہیں حالانکہ ہم اولیاء اللہ رحمہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر جان کر اُن سے محبت و عقیدت رکھ کر اُن سے مدد طلب کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مدد فرماتے ہیں۔

القرآن ... (ترجمہ) اور اُن سے بڑھ کر گمراہ کو نہ ہے جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے جو قیامت تک اس کی تدبیریں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں اور جب لوگوں کا شہر ہوگا وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان سے منکر ہو جائیگے۔ (پ ۲۶ سورہ انفکاف ۵۰) تفسیر..... یہ آیت بھی نصف پستوں کی مذمت میں نازل ہوئی مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں بتوں کو بجا اور بے جان فرمایا گیا قیامت کے دن نہت اپنے منجاریوں سے کہیں گے جو ان کی عبادت کرتے تھے نہت قیامت کے دن کہیں گے ہم نے ان کو عبادت کی دعوت نہیں دی و حقیقت یہ اپنی خواہشوں کے پرستار تھے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

بُت قیامت کے دن دشمن اور اولیاء شفاعت کریں گے

الحديث۔ ابن ماجہ شریف کی حدیث میں ہے کہ اولیاء اللہ سے دو زخمی قیامت میں ملیں گے تو انہیں یاد کروائیں گے کہ دنیا میں انہوں نے اس (ولی اللہ) کو پانی پلایا تھا، وضو کا پانی دیا تھا، اسے پرہیز وہ ولی اللہ اس کی شفاعت (سفارش) کرے گا اور اس طرح اسے بخشش دلائے گا۔ (ابن ماجہ)

فائدہ..... آپ نے گزشتہ آیت میں بتوں کے ماننے والوں کی مذمت اور حدیث شریف میں اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ماننے والوں کو بخشش کی بشارت دی گئی ہے۔

القرآن..... (ترجمہ) ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنالئے کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کیلئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں اللہ ان پر فیصلہ کر دے گا۔ (سورہ زمر: ۳)

اس آیت میں بتوں کی مذمت کی گئی ہے مشرکین کا عقیدہ بتوں کے حلقہ تھا کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے اور ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کو خالق حقیقی مانتے ہیں اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں لہذا بہت بڑا فرق ہے اور جب فرق واضح ہو گیا تو شرک کا خاتمہ ہو گیا۔

اولیاء اللہ رحمہ اللہ کا سالانہ عرسِ ممتاز

اولیاء اللہ رحمہ اللہ کی سالانہ یاد منانے کا عرس کہا جاتا ہے اس موقع پر اُن کے مزارات پر محفلِ میلاد کا انعقاد ہوتا ہے جو کہ صاحبِ عرس کو ایصال کیا جاتا ہے۔

القرآن **وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوتُ وَیَوْمَ یَبْعَثُ حَیًّا** (پ ۱۶۔ سورہ مریم۔ کورن ۱)

ترجمہ اور سلامتی ہے تجھی (علیہ السلام) پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن وصال کرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔

القرآن **وَالسَّلَامُ عَلٰی یَوْمِ وَلَدَتْ وَیَوْمِ اَمُوتُ وَیَوْمِ اَبْعَثُ حَیًّا** (پ ۱۶۔ سورہ مریم)

ترجمہ اور مجھ پر سلامتی ہو میرے میلاد کے دن اور میرے وصال کے دن اور جس میں میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

ان آیات میں یوسف دصال کو سلامتی کے ساتھ ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ یوم دصال کی سلامتی حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام و اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی امت کے اور بعد والوں کے حق میں یادگار ہے تو اسی یوم دصال کی یادگار کا نام عرس ہے لہذا عرس کی اصل ان آیات سے ثابت ہوگی اب احادیث سے ثابت کرتے ہیں۔

الحديث امام بخاری علیہ الرحمۃ کے استاد حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث نقل فرمائی ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال شہداء کے مزارات پر جا کر اُن کو سلام کرتے اور سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ادا کرنے کیلئے چاروں خلفائے راشدین بھی ایسا کرتے۔ (بحوالہ مقدمہ شامی، ج ۱، ۱)

الحديث سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کی زیارت قبول کیلئے ہر سال تشریف لاتے اور جب شعیب کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے السلام علیکم (امی اخر) تم پر سلامتی ہے اس کے بدلے میں جو تم نے صبر کیا اچھی ہی حالت تمہاری قیام گاہ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال اسی طرح کرتے رہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور دعا کرتی تھیں۔ (بحوالہ رواہ البیہقی از شرح الصدور، صفحہ ۸)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال اُحد میں تشریف لاتے اور شہداء کے مزارات کی زیارت کرتے اور اسی دن آتے جو دن اُن کی شہادت کا ہوتا۔ معلوم ہوا کہ مزارات پر سالانہ حاضری، سلام پیش کرنا اور دعائیں کرنا سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

تیسری صدی کے مجددِ شاہِ عالم حضرت دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مابہت من السنہ میں فرمایا اور بعض مغرب کے مشائخ متاخرین نے ذکر کیا کہ وہ دن جس میں جنابِ انبی میں پیچھے اس میں خیر و برکت اور نورانیت کی اور ایام سے زیادہ اُمید کی جاتی ہے تو یہ عرس متاخرین اور متحسن کی ہوئی چیزوں سے قرار پایا۔ (بحوالہ مابہت من السنہ)

بزرگان دین کے تبرکات کی برکات

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے جس چیز کو نسبت ہو جائے وہ اعلیٰ و بابرکت ہو جاتی ہے اس کا ادب کرنا ضروری ہے اور اس سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں جو کہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔

القرآن..... **وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ** ط (سورہ بقرہ: ۲۴۸)

ترجمہ..... بنی اسرائیل سے ان کے نبی نے فرمایا کہ طاہوت کی ہادشا ہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بھیجی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھائے ہوں گے اس کو فرشتے۔

تفسیر..... اس آیت کی تفسیر میں تفسیر خازن، تفسیر روح البیان، تفسیر مدارک اور تفسیر جلالین وغیرہ میں لکھا ہے کہ تابوت ایک شرفیادی لکڑی کا صندوق تھا جس میں انبیائے کرام پیہم السلام کی تصاویر (یہ تصاویر کسی انسان نے نہ بنائی تھیں بلکہ قدرتی تھیں) ان کے مکانات شریفہ کے نقشے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء اور ان کے کپڑے اور آپ کے نعلین شریف اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عصاء مبارک اور ان کا عمامہ شریف تھا بنی اسرائیل جب دشمن سے جنگ کرتے تو برکت کیلئے اس کو سامنے رکھتے تھے جب خدا تعالیٰ سے دعا کرتے تو ان تبرکات کو سامنے رکھ کر دعا کرتے تھے۔

پس ثابت ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات سے فیض اور برکات لینا ان کی تعظیم کرنا اور ان کے وسیلے سے دعا کرنا جائز ہے۔

القرآن..... **ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ** (سورہ ص: ۳۳)

ترجمہ..... تم اپنے پاؤں زمین پر مارو یہ (پانی کا) ٹھنڈا چٹھہ ہے نہانے کیلئے اور پینے کیلئے۔

تفسیر..... حضرت ایوب علیہ السلام کے پاؤں سے جو پانی پیدا ہوا وہ شفا بنا۔

القرآن..... **اٰذْهَبُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اُمِّیْ بَاتٍ بِصَبْرٍ** ح (پ: ۱۳- سورہ یوسف: ۹۳)

ترجمہ..... میرا یہ قمیض لے جاؤ، سو اسے میرے باپ (حضرت یعقوب) کے چہرے پر ڈال دینا وہ جینا ہو جائیں گے اور (پھر) اپنے سب گھروالوں کو میرے پاس لے آؤ۔

تفسیر..... حضرت یوسف علیہ السلام کا بابرکت گرتا جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے لگایا تو ان کی ظاہری آنکھیں روشن ہو گئیں۔

قرآن مجید کی آیات سے ثابت ہوا کہ جن چیزوں کو بزرگوں سے نسبت ہو جائے وہ لائق تعظیم اور بابرکت ہو جاتی ہیں چنانچہ اب اس ضمن میں احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

الحمد للہ۔ بخاری شریف جلد اول کتاب الجنائز باب من اعداء الکفن میں ہے کہ ایک دن سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہبند شریف میں مایوس یا ہزتہ شریف لائے کسی نے تہبند شریف سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مانگ لیا۔ صحابہ کرام علیہم السلام نے اس (مانگنے) والے سے کہا کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کمریہ منع کرنے کی نہیں ہے پھر تم نے کیوں یہ کام کیا انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے اسے اپنے پیٹنے کیلئے نہیں لیا۔ میں نے تو اس لئے مانگا کہ (یہ تہبند) میرا کفن ہو۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ اس کا کفن ہوا۔

معلوم ہوا کہ جس تبرکات کو کسی نیک ہستی سے نسبت ہو جائے اس کو قبر میں ساتھ لے جانا سنت صحابہ کرام علیہم السلام ہے اور صحابہ کرام علیہم السلام کا یہ ایمان تھا کہ جس چیز کو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت ہو جائے اس کو کفن کے طور پر استعمال کرنا باعثِ مغفرت و نجات ہے۔

الحمد للہ۔ مشکوٰۃ شریف کتاب اللباس میں ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جُہ (اچکن) شریف تھا۔ مدینہ طیبہ میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ دھو کر اس کو پلائی تھیں۔ (مشکوٰۃ کتاب اللباس)

الحمد للہ۔ حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری زوجہ نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دے کر حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ یرتن میں ڈال کر حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتیں کیونکہ ان کے پاس سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک تھا تو وہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس پال مبارک کو نکالتیں جس کو چاندی کی ٹلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی میں ڈال کر بلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا (جس سے مریض کو شفاء ہو جاتی)۔ (بحوالہ بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۹۱)

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم السلام کا یہ ایمان تھا کہ جس چیز کو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت ہو جائے وہ بابرکت اور باعثِ شفاء ہو جاتی ہے۔

گیارہویں شریف کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی یاد ماننا جائز اور باعثِ ثواب ہے لہذا گیارہویں شریف کا انعقاد بھی اسی کی ایک قسم ہے۔ گیارہویں شریف حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصالِ ثواب کیلئے اُن کی یاد کے طور پر منائی جاتی ہے جس میں قرآن مجید، درود شریف اور دیگر وظائف پڑھے جاتے ہیں جس کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔

گیارہویں شریف صالحین کی نظر میں

سراج المہند محدث اعظم ہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ گیارہویں کے متعلق فرماتے ہیں..... حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارکہ پر گیارہویں تاریخ کو یاوشاہ وغیرہ شہر کے اکابر جمع ہوتے، نماز عصر کے بعد مغرب تک قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح اور تعریف میں منقبت پڑھتے، مغرب کے بعد سجاد نشین درمیان میں تخریف فرما ہوتے اور ان کے ارد گرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر و جہر کرتے، اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی، اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔ (بحوالہ ملفوظات عزیزی، قاری مطبوعہ میرٹھ یو پی بھارت، صفحہ ۶۲)

تیرہویں صدی کے مجدد شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

گیارہویں شریف کے متعلق فرماتے ہیں

حضرت شیخ متقی شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب 'ما ثبت من السنہ' میں لکھتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد حضرت شیخ عبد الوہاب متقی مبارکی علیہ الرحمۃ ۹ ربیع الثانی کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کرتے تھے بے شک ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور میری تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے۔ (بحوالہ ما ثبت من السنہ، عربی، اردو مطبوعہ دہلی، صفحہ ۱۶)

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی دوسری کتاب 'اخبار الاخیار' میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۹۹۷ھ) گیارہ ربیع الثانی کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کرتے تھے۔ (اردو ترجمہ مطبوعہ کراچی، ص ۳۹۸)

حضرت شیخ عبد الوہاب متقی سی، حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی، حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہم اللہ یہ تمام بزرگ دین اسلام کے عالم و فاضل تھے اور ان کا شمار صالحین میں ہوتا ہے ان بزرگوں نے گیارہویں کا ذکر کر کے کسی قسم کا شرک و بدعت کا فتویٰ نہیں دیا۔

جشنِ ولادت منانا شرک کا قلع قمع کرتا ہے

جشنِ ولادت کا مطلب ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کا جشن منانا۔ یہی بات شرک کا قلع قمع کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پیدا ہونے سے پاک ہے وہ ازلی وابدی ہے لیکن سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہم ان کی پیدائش کا جشن مناتے ہیں لہذا ثابت ہوا کہ جو پیدا ہو گیا وہ خدا تعالیٰ نہیں وہ یقیناً بندہ ہے اور ہم سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بندہ اور رسول مان کر ان کا جشنِ ولادت مناتے ہیں یہی عقیدہ شرک کی دھیوں کو نکھیرتا ہے۔

شرک میں یقیناً نقصان ہے

شرک کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ جیسا ماننا، اُس کی ذات و صفات میں شریک ماننا آسمان یوں سمجھئے کہ شرک مراد ہے شرارت یعنی آدھا خدا تعالیٰ کا آدھا رسول کا۔

مگر شرک میں یقیناً نقصان ہے شرارت میں نقصان ہے اس لئے ہم شرک نہیں کرتے ہم تو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوب خدا مانتے ہیں اور محبوب خدا ماننے میں مزہ یہ ہے کہ جو کچھ حُب کا وہ سب محبوب کا بلکہ حُب خود بھی محبوب کا مطلب یہ کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کا وہ سب کچھ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بلکہ یہی نہیں خدا تعالیٰ خود بھی محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔

اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! تیرے رب کی قسم۔

معلوم ہوا کہ اسلامی عقائد کو شرک سے تعبیر دینے والے دھوکے میں ہیں، وہ اسلام کی حقیقت کو نہیں سمجھے، وہ رب تعالیٰ کی وحدانیت کو نہیں سمجھ سکے، وہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام سے نا آشنا ہیں، وہ خدا تعالیٰ کے اختیار کو محدود کئے بیٹھے ہیں، اُن کی توحید بوجہی اور بولہبی توحید ہے، اُن کی توحید خود ساختہ ہے، اُن کی توحید میں عیب ہے، اُن کے ایمان میں کھوٹ ہے، اُن کے اسلام میں شک ہے اور اُن کے مسلمانوں پر لگائے گئے فتوے خود انہی کی طرف لوٹتے ہیں، لہذا ایسے لوگوں کو دعوتِ فکر دی جاتی ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے قرآن مجید، احادیثِ طیبہ اور علمائے اُمت کے قرائن کا بغور مطالعہ کریں ورنہ یہ آگ اُن کے اعمال کو جلا کر رکھ دے گی۔

الحمد للہ فقیر نے تحریر کو بہت مختصر کر کے یہ کوشش کی کہ عوام الناس کے ذہنوں کی گندگی کو دور کیا جائے اور شرک کی حقیقت واضح کی جائے کیونکہ ایک مسلمان کیلئے ایمان سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو اور بالخصوص عقیدے اور ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

بدعت کیا ہے؟

بدعت کی لغوی و شرعی تعریف، بدعت کی مختلف اقسام
اور علمائے اسلام کے اقوال اور دیگر شبہات کا ازالہ

بدعت کا لغوی معنی

نیا کام، نئی ایجاد، نئی بات۔

بدعت کا شرعی معنی

ہر وہ کام جو سرکارِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیاست مبارکہ میں نہ ہو بلکہ بعد میں ایجاد ہوا ہو۔

بدعت کی دو قسمیں ہیں

(۱) بدعت حسنہ (۲) بدعت سیئہ..... اب ان دو اقسام پر روشنی ڈالتے ہیں۔

بدعت حسنہ کی تعریف

ہر وہ طریقہ جو سرکارِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا ہو اور وہ کام شریعت کے خلاف نہ ہو جیسے نماز تراویح، جماعت کے ساتھ ادا کرنا، قرآن و حدیث کو سمجھنے کیلئے بہت سے دوسرے علوم و فنون پڑھنا اور سیکھنا، اپنی مدارس قائم کرنا، قرآن مجید کے اعراب کا لگایا جانا، قرآن مجید پر خلاف چڑھانا، قرآن مجید کو اعلیٰ طباعت کیساتھ شائع کرنا، مساجد میں محرابیں بنانا، مساجد کے بلند مینار تعمیر کروانا، جمعہ کے دن دوازا میں دینا، دانے والی تسبیح پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

کتاب کشاف اصطلاحات الفنون جلد اول صفحہ ۱۲۲ میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے ہے کہ وہ بدعت جو کتاب اللہ، سنت، اجماع یا ائمہ صحابہ کے خلاف نہ ہو تو یہ بدعت حسنہ ہے۔

بدعتِ حسنہ پر عمل کرنا باعثِ اجر و ثواب ہے

الحديث..... من سنن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من غير ان ينقص من اجورهم شيء (ابوداؤد شریف)

ترجمہ..... جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔

فائدہ..... یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہر وہ اچھا کام جو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا اور شریعت کے مخالف نہ ہو تو ایسے کام کو اپنانا اور ایجاد کرنا دونوں باعثِ اجر ہیں۔

الحديث..... عن ابي سلمه ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن الامر يحدث ليس في كتاب ولا سنة فقال ينظر فيه العابدون من المؤمنين (سنن دارمی باب الخیر عن الجواب فی المسئلة فی کتاب ولائہ، جلد اول، صفحہ ۵۴)

ترجمہ..... حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسے نئے کام جس کی وضاحت کتاب و سنت میں نہ ہو کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس امر محدث کے بارے میں عابدین مؤمنین کو غور و فکر کرنا چاہئے۔

فائدہ..... اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر نئے کام کو برا سمجھ کر رد نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس کیلئے یہ واضح حکم موجود ہے کہ مجتہدین اور اہل اللہ اس کے بارے میں فیصلہ کریں۔

اِسی بناء پر حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ اور دوسرے بہت سے ائمہ نے بدعت کی پانچ اقسام بیان کی ہیں:-

(۱) بدعتِ واجہہ (۲) بدعتِ متدوہہ (۳) بدعتِ مباحہ (۴) بدعتِ مکروہہ (۵) بدعتِ حرام۔

الحديث..... ما راہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن (موطأ امام محمد باب قیام شہر رمضان، صفحہ ۱۴۳)

ترجمہ..... جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے۔

☆ امام کا سانی علیہ الرحمۃ يدافع الصنائع میں فرماتے ہیں:

اتباع ما اشتهر العمل به في الناس واجب (محوالہ دافع الصنائع فی بیان ما یستحب فی یوم العید، جلد اول)

ترجمہ..... جو عمل لوگوں میں مشہور ہو جائے جبکہ شریعت کے مطابق ہو، اس کی اتباع ضروری ہے۔

☆ علامہ بدرالدین عینی (عمدة القاری شرح صحیح بخاری) مایہ الزہد فرماتے ہیں کہ جو کام شریعت کے مخالف نہ ہو تو وہ بدعت حسنہ یعنی اچھی بدعت ہے۔

☆ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ شامی کے مقدمہ میں فرماتے ہیں، یہ حدیث اسلام کے قوانین ہیں کہ جو شخص کوئی بری بدعت ایجاد کرے، اس پر تمام بیروی کرنے والوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بدعت نکالے، اسے قیامت تک اس عمل کی بیروی کرنے والوں کا ثواب ہوگا۔

اگر یہ کہا جائے کہ بدعت حسنہ یعنی اچھی بدعت کوئی چیز نہیں ہے تو یہ بات مسلم شریف کی حدیث کے خلاف بھی ہو سکتی ہے۔

☆ شیخ وحید الزماں جو غیر مقلدین احمدیہ کے امام ہیں حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے حوالے سے اپنی کتاب بدیع المہدی صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں کہ بدعت حسنہ (اچھی بدعت) کو دانتوں سے (مضبوطی سے) پکڑ لینا چاہئے کیونکہ سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو واجب کے بغیر اس پر برا بھینٹ کیا ہے جیسے نماز تراویح۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماہ رمضان میں نماز تراویح کی جماعت کا اہتمام کیا تو کسی شخص نے عرض کیا کہ یہ بدعت ہے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا 'یہ کتنی اچھی بدعت ہے'۔

فائدہ ... ان تمام احادیث اور علمائے اُمت کے اقوال سے یہ بات نہایت آسانی سے معلوم ہو رہی ہے کہ ہر وہ ایسا عمل جو سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہیں تھا بلکہ بعد میں ایجاد ہوا، اگر وہ شریعت مطہرہ اور سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالف نہیں تو اس پر عمل کرنا مستحب اور بعض صورتوں میں ضروری ہے۔

الحدیث ... سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا اُس کیلئے اس کا ثواب ہے اور اُس پر عمل کرنے والوں کا بھی ثواب ہے۔ (بخاری، مسلم شریف، جلد تیسری، صفحہ ۱۸۷)

فائدہ ... مسلم شریف کی حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر وہ اچھا کام جو سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا اور شریعت کے مخالف نہ ہو تو ایسے کام کو اپنانے اور ایجاد کرنا دونوں باعث اجر ہیں۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ وہ کام جسے علماء اور عارفین ایجاد کریں اور وہ سنت کے خلاف نہ ہو تو یہ اچھا کام ہے۔

بدعتِ سیئہ کی تعریف

ہر وہ کام جو سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ ہو بلکہ بعد میں ایجاد ہوا ہو اور وہ شریعت کے مخالف ہو۔

☆ کتاب اصطلاحات الفنون جلد اول صفحہ ۱۳۳ میں ہے کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ وہ بدعت جو کتاب، سنت، اجتماع یا اثرِ صحابہ کے خلاف ہو تو یہ بدعتِ سیئہ یعنی بری بدعت ہے۔

☆ کتاب ثلث الاوطار باب صلوات التراویح جلد سوم صفحہ ۵۷ میں ہے کہ اگر بدعت ایسے اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں قبیح ہے تو یہ بدعتِ سیئہ ہے۔

☆ امام حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ دین میں کسی ایسی نئی چیز کا ایجاد کرنا جس کی اصل (دلیل) شریعت میں نہ ہو۔

☆ علامہ ابن منظور افریقی فرماتے ہیں کہ وہ نئی بات جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو، بدعتِ سیئہ ہے۔

☆ مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام جلد اول میں ہے کہ جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی نیا عقیدہ ایجاد کیا کہ جو دین کے خلاف ہو تو وہ مردود ہے۔

☆ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ ہر نیا کام بدعت ہے، سے مراد وہ نیا کام ہے جو شریعت کے مخالف ہو اور سنت کے موافق نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ جو چیز اسلام سے ٹکرائے وہ بدعتِ سیئہ یعنی بری بدعت ہے اور جو دین اسلام سے نہ ٹکرائے اور جن کاموں کو قرآن و سنت میں منع نہیں کیا گیا وہ بدعتِ حسنہ یعنی اچھی بدعت ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت اطہار نے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانے میں اور بعد میں اپنے دل سے بہت سی ایسی اچھی بدعتیں یا نئے کام بھی کئے، جن کا حکم نہ قرآن مجید میں آیا، نہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود کئے اور نہ کرنے کا حکم دیا۔

(۱) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاتبہ وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیا تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کام اچھا ہے۔ (بخاری شریف)

(۲) نماز تراویح ایک عبادت ہے جو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ہر سال پورے رمضان جماعت سے نہیں ہوئی تھی مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے رائج کرتے ہوئے اس کیلئے 'بدعت' کا لفظ استعمال کیا اور فرمایا، یہ یقینی اچھی بدعت ہے۔ (بخاری شریف)

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ میں دو اذانوں کا طریقہ شروع کیا۔

(۴) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی شہر میں نماز عید کے دو اجتماعات شروع کئے۔

(۵) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم تجوید اچھا دیا۔

(۶) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم صرف اچھا دیا۔

(۷) حضرت نجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی مرتبہ، شہید کئے جانے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کئے۔

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعظ کیلئے جمعرات کا دن متعین کیا۔ (بخاری شریف)

(۹) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کے بعد دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے حالانکہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا۔

(۱۰) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کو جمع کر کے ایک کتابی صورت تشکیل دی۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایجاد کردہ وہ کام 'بدعت' ہیں یا 'سنت'؟ کچھ علماء کا خیال ہے کہ سنت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقوں پر چلنے کی ہدایت سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان میں موجود ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایجاد کردہ کام 'بدعت' ہیں حدیث شریف میں خلفائے راشدین کی 'سنت' کا مطلب اُن کا طریقہ ہے اور یہ طریقہ ان معنوں میں 'سنت' نہیں جس طرح کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

اچھی اور جائز بدعتیں

ذیل میں وہ چند کام درج ہیں جن کا نہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور نہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں حکم دیا اور نہ اس اعزاز میں یہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی عمل سے ثابت ہیں مگر اس کے باوجود آجکل کا مسلمان انہیں کرنا نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان بدعتوں پر ثواب کیسا؟ اور ان امور پر دین کی اصل شکل مسخ کرنے کا الزام کیوں نہیں؟ صرف اس لئے یا تو ان کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے یا پھر یہ اسلام کے شرعی احکام اور اصولوں کے خلاف نہیں اور نہ ہی انہیں قرآن وحدیث میں منع فرمایا گیا ہے۔

- (۱) مساجد میں قرآن مجید اور تسبیح وغیرہ رکھنا، پینار، گنبد اور محراب بنوانا۔
- (۲) قرآن مجید پر اعراب لگانا قرآن مجید کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کرنا، اس پر غلاف چڑھانا اور اعلیٰ طباعت میں شائع کروانا۔
- (۳) قرآن مجید کی الگ الگ پاروں میں تقسیم، سورتوں کی موجودہ ترتیب، مختلف رکوع کے مقامات۔
- (۴) دکانوں، گھروں اور مساجد میں قرآن خوانی، شتم آیت کریمہ، ہنگامہ طیبہ یا دیگر خاص آیات کو باہتمام پڑھنا۔
- (۵) ﴿صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم﴾ کو بطور درود شریف پڑھنا اور لکھنا۔
- (۶) دینی مدارس میں درس قرآن، درس حدیث، دورہ تفسیر قرآن، دورہ حدیث، شتم بخاری شریف یا کوئی دینی تقریب منعقد کرنا۔
- (۷) بزرگوں کے آرمود، مختلف درود شریف، دعائیں، نعت شریف اور صلوٰۃ وسلام پڑھنا۔
- (۸) ہر سال پورے رمضان جماعت کے ساتھ بیس رکعت تراویح پڑھنا، محفل شبینہ یا چند روزہ تراویح میں قرآن مجید مکمل سنانے کا انتظام کرنا۔
- (۹) تراویح کے اختتام پر تحمیل قرآن کی محافل کرنا، وعاشقہ القرآن پڑھنا اور ختم شریف کیلئے رقم جمع کرنا۔
- (۱۰) تاریخ مقرر کر کے درس قرآن اور درس حدیث، محفل نعت، محفل درود وسلام، جلسہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جلسہ گیارہویں شریف، تبلیغی اجتماعات، خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی پختی شریف، محفل شبہ معراج و شب برأت، محفل شبہ قدر، رجب شریف کی کھیر پوری اور دیگر اچھی محفلوں کا انتظام کرنا۔

(۱۱) بزرگان دین کے ایام اور عرس منانا، ان کے ایصالِ ثواب کیلئے قرآن خوانی، صدقہ و خیرات اور طعام کا اہتمام کرنا۔

(۱۲) مختلف اعزاز سے وہی علوم حاصل کرنا، وہی کتابیں لکھنا، مشارک کرنا اور تعظیم کرنا۔

(۱۳) وابستگی کے اظہار یا برکت کیلئے دکانوں، مکانوں اور مساجد میں قرآنی آیات لکھنا یا طفرے لگانا۔

(۱۴) کفن پر شہادت کی انگلی سے کلماتِ طیبہ لکھنا، قبر میں مرشد کا شجرہ یا عہد نامہ وغیرہ رکھنا، میت کو تلقین کرنا اور قبر پر اذان کہنا۔

(۱۵) جمعہ میں مرویہ خطبہ پڑھنا اور خطبے سے قبل تقرر کرنا۔

(۱۶) ایمان، مفصل، ایمان مجمل اور چھ کلمے پڑھنا اور یاد کرنا۔

(۱۷) دینی مدارس کا قیام اور ان کا نصاب و نظام۔

(۱۸) مدارسِ دینیہ کی سالانہ یا سوسالہ تقریب منانا، طلبہ کے وظائف، طلبہ کی دستار بندی کی تقریب اور ان کی تقسیمِ اسناد کرنا۔

(۱۹) انظارِ پارٹی، عید ملن پارٹی منعقد کرنا۔

یہ تمام باتیں دین سے نہیں نکلتی اور نہ ہی شریعت میں ان باتوں کی ممانعت ہے لہذا یہ تمام امور جائز اور اچھے اعمال ہیں۔

بری اور ناجائز بدعتیں

چند وہ ناجائز کام یا بری بدعتیں ہیں جن کو قرآن وحدیث میں منع کیا گیا، جو دین سے نکرانی ہیں اور اسلام کے مزاج اور اصولوں کے خلاف ہیں۔ علمائے اُمت نوعیت کی وجہ سے بدعت سپرہ (بری بدعت) کو حرام اور مکروہ کی اقسام میں بھی تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) اسلامی قوانین کے نفاذ کی بجائے غیر اسلامی قوانین اور سسٹم کا نفاذ مثلاً پاکستان کا عدالتی نظام جبکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم ہے۔

(۲) مسلم ممالک کے حکمرانوں کا ذاتی اقتدار کیلئے اسلام دشمن ممالک سے مدد حاصل کرنا یا مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرنا جیسے افغانستان اور عراق کے مسلمانوں کے خلاف مدد کی۔

(۳) ایصالِ ثواب کو فرض، واجب یا لازم قرار دینا یعنی انہیں نہ کرنے کو یا دیگر ایام میں کرنے کو ناجائز، حرام اور گناہ قرار دینا۔ کوئی خود ساختہ اور غلط بات کسی سے منسوب کرنا۔

(۴) عورتوں کا بے پردہ بین ستور کر خوشبودار کر گھوسنا۔

(۵) شادی بیاہ کے موقع پر مہندی، مایوں اور ستارے اور فضول خرچی جیسے کام کرنا۔

(۶) عورتوں اور مردوں کی مشترکہ تقریبات کرنا، محلے یا بازار میں خواتین کا بے پردہ ہو کر خریداری کرنا۔

(۷) در کِ قرآن، درسِ حدیث، جلسہٴ سنیہ والہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت شریف اور صلوةٴ وسلام کو ناجائز اور بری بدعت کہنا۔

(۸) سود کو جائز، جہاد کو منسوخ قرار دینا، ارکانِ اسلام کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج میں سے کسی کو کلمہ کر دینا۔

(۹) میت پر احباب کی شاندار و جوتیں کرنا اور غریبوں کو ان سے یکسر محروم رکھنا۔

(۱۰) مزارات اور پیر و مرشد کو سجدہٴ تعظیمی کرنا (سجدہٴ عبادت مسلمان ہرگز کسی کو نہیں کرتے) مزارات پر دیگر غیر شرعی کام بری بدعت اور حرام ہیں۔

(۱۱) تعزیہ داری اور ماہِ محرم الحرام میں مختلف خرافات۔

(۱۲) کسی مستحب و مباح بدعت پر خود ساختہ اور غیر شرعی پابندی لگانا۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جائز کردہ چیزوں کے متعلق اس کے بندوں میں شک پیدا کرنا اور ان پر عمل کرنے والے مسلمانوں کو شرک و بدعت کا مرتکب قرار دے کر دین اسلام سے از خود خارج کر دینا۔

(۱۴) میلا دالیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بزرگوں کے ایصالِ ثواب اور عرس کی تقاریب کو حرام کہنا۔

(۱۵) صحابہ کرام علیہم السلام، اہل بیت اطہار اور اولیائے کرام کو برا کہنا۔

(۱۶) سرکارِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت کیلئے سفر کرنے کو شرک اور حرام قرار دینا۔

(۱۷) تقلید، تقدیر، واقعہ معراج اور احادیث کا انکار کرنا۔

(۱۸) وسیلے کو ناجائز قرار دینا، حلال کو حرام اور حلال کو حلال کرنا جیسا دیوبند مسلک میں کو اکھانا ثواب قرار دیا گیا ہے۔

(۱۹) نماز میں سرکارِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال کو برا اور شرک قرار دینا۔

(۲۰) مذہبِ دنیا کو حرام قرار دینا۔

(۲۱) سرکارِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبے اور مقام میں کمی کرنا۔

(۲۲) سرکارِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت کا انکار کرنا۔

(۲۳) سرکارِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات میں (اپنے ضم ناسد میں) عیب تلاش کرنا۔

(۲۴) ائمہ مجتہدین کو برا کہنا اور ان پر طعن زنی کرنا۔

(۲۵) حسنین پر پزیدہ بیت کو نفی دینا۔

(۲۶) اُمت میں انتشار پھیلانے کیلئے جو تھے دینِ قربانی کرنا۔

(۲۷) عیدین میں گلے ملنے کا عمل بدعت قرار دینا۔

(۲۸) کسی بھی موقع پر جھوٹی روایات اور غلط اعتیاد شاعر پڑھنا۔

(۲۹) بروج، ستاروں یا سیاروں کو مستغنیٰ کی خبروں کے حصول کا ذریعہ سمجھنا۔

(۳۰) چوتھائی سرکامیج کرتے ہوئے گرن کے سامنے والے حصے کا میج کرنا۔

یہ تمام بدعت سیدہ نقیہ بری بدعتیں ہیں ان کاموں سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے کیونکہ اس کے ارتکاب سے بندہ بدعتی اور حرام کا مرتکب ہوتا ہے۔

فیصلہ عوام کرے

ہم نے احادیث اور علمائے اُمت کے اقوال کی روشنی میں بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کی تعریف، ترویج اور فرق کو واضح کیا تاکہ مسلمانوں میں انتشار نہ پھیلے، فرق واریت پر وان نہ چڑھے، لوگ گمراہی سے بچ جائیں کیونکہ شرعی اصول نظر انداز کر کے من پسند افکار و معمولات کو شرک و بدعت قرار دینے سے معاشرے میں فرق واریت، تعصب اور منافقانہ انداز کی جو فکر پروان چڑھ رہی ہے وہ ہر درد مند مسلمان کیلئے افسوس ناک بھی ہے اور اتحادِ اُمت کی راہ میں بھی بڑی رکاوٹ بھی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم از خود اس غیر اصولی اور منافقانہ طریقہ فکر کو جدید مل کرنے کی خاصانہ کوششیں کریں تاکہ علمی سطح پر اسلام کے خلاف تحقیریں کردہ غیر مصفاہ پالیسیوں اور متفقہ بات رو یوں کا نیکی سے مقابلہ کرنے کی راہ ہموار ہو سکے۔

مگر افسوس کہ دیوبندی اور اہلحدیث مکتبہ فکر کے لوگ اکثر و بیشتر پمفلٹ اور کتب کی صورت میں لوگوں میں انتشار پھیلاتے ہیں ہر دو چار مہینے کے بعد فری لٹریچر فقط اس لئے تقسیم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو شرک اور بدعتی قرار دیا جائے، اُن کے نزدیک بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کا کوئی تصور نہیں وہ فقط یری بدعت کو ہی تسلیم کرتے ہیں لہذا اب کتاب کے آخر میں دیوبندی اور اہلحدیث مکتبہ فکر کے کارناموں کو آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے جو کہ ثبوت کے ساتھ ہیں باقاعدہ سر عام اور اخبارات کی بھی خبر بنتے ہیں عوام فیصلہ کریں کہ اہلسنت کے کاموں پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگانے والے اپنے ہی گھروں کو آگ لگا چکے ہیں بے چارے اُمتِ مسلمہ کو شرک و بدعتی کہتے کہتے خود ہی اس آگ میں جلیں گئے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو بالخصوص عقیدے و ایمان کی حفاظت فرمائے

اور مسلمانوں کو اس کتاب سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

الفقیہ محمد شہزاد قادری ترائی

۱۱ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ - ۲۲ دسمبر ۲۰۰۷ء بروز ہفتہ

فیصلہ

عقائد اہلسنت پر شرک و بدعت کے فتوے لگانے والے دیوبندی اور اہل حدیث خود کیا کر رہے ہیں؟

﴿ فیصلہ آپ کریں! ﴾

کیا یہ افعال قرآن و سنت سے ثابت ہیں؟

فقط بدعتِ سیئہ کا نعرہ لگانے والے اپنے کارناموں کو قرآن و سنت سے ثابت کریں

یا پھر بدعتی اور شرک ہونے کیلئے تیار ہو جائیں۔

دیوبندی مفتی نے ایصال ثواب کیلئے قربانی جائز قرار دے دی



16 آگست 22 شوال 1421ھ مطابق 12 اگست 2001ء

دیوبندی مسائل کا شرعی حل

مفتی ضلع محقق کاروڑی

ایصال ثواب کی قربانی

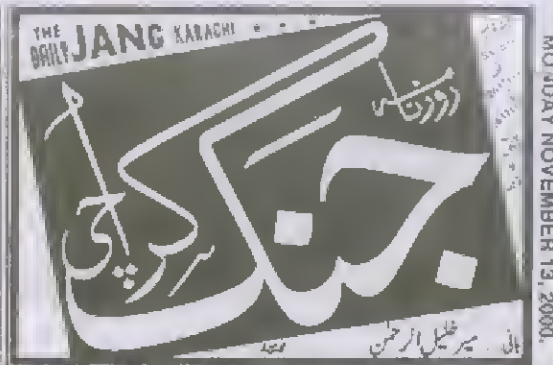
س: میرے والدین فوت ہو چکے ہیں تو میں ان کے ایصال
ثواب کیلئے قربانی کرنا چاہتا ہوں تو کرسکتا ہوں؟ نامہ
جمال لطیف آباد سندھ

ج: مرحوم والدین کے ایصال ثواب کیلئے قربانی کرنا جائز ہے
جیسے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے امتوں سے میٹھے کی قربانی
کر کے فرمایا اے اللہ یہ میری امت کی طرف سے ہے۔

سوال: غزویناز کو حرام کہنے والے دیوبندی مفتی نے ایصال ثواب کے لئے قربانی کو
جائز قرار دے دیا۔ ہم اہلسنت بھی تو اسی طرح قربانی کرتے ہیں کہ قربانی اللہ تعالیٰ کی
بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ پھر اس کا ثواب اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو پیش کر دیتے ہیں۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ جب ایصال ثواب کی قربانی جائز ہے تو اہلسنت پر حرام کا فتویٰ کیوں؟

ایام اولیاء اللہ کو بدعت کہتے والے یوم القدس منانے کا ثبوت پیش کریں؟



عید الفطر کے موقع پر مسجد نبوی کریم ﷺ میں منعقد کی جانے والی عید الفطر کی تقریب میں شرکت کرنے والے لوگوں کی ایک گروہ کی تصویر

سوال: اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ایام کو بدعت کہتے والے یوم القدس منانے کا ثبوت قرآن و سنت سے پیش کریں۔ اگر وہ ثابت نہ کر پائے تو بدعت کا فتویٰ انہی پر لوٹ جائے گا؟

سوئم میں قرآن خوانی کو بدعت کہنے والے خود قرآن خوانی کر رہے ہیں

روزنامہ ریاست کراچی 7 12 اکتوبر 2004

ریاست

بنوری ٹاؤن میں مفتی جمیل اور نذیریو تنوئی کیلئے قرآن خوانی

7 پتہ چڑھ سے زائد افراد کی شرکت ایصال ثواب کے لئے خصوصی دعا

کراچی (پ ر) جامعہ مجلس تحفظ فہم نبوت کے مرکزی رہنما میں مفتی محمد جمیل، مولانا نذیر احمد تنوئی، مولانا عبدالغفور، مولانا سید احمد جلال پوری مفتی محمد حمزہ قادری شیر افضل قادری محمد حکیم مولانا سید عبدالغفور مولانا عزیز الدین رحمانی مولانا محمد شریف پڑھوی مولانا افضل علی قادری فیض اللہ پڑھوی مولانا اشیر احمد خان قادری مفتی بلال رحمان قادری محمد ابراہیم جامد علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے تمام مساتذہ فہم نبوت راج محمد کے مہتممین اقرار و مشیر الاطفال کے اساتذہ وصییت ایک صلاوات سے کے مطابق مساتذہ پڑھنے سے زائد افراد کو سونوارے۔

کراچی (پ ر) جامعہ مجلس تحفظ فہم نبوت کے مرکزی رہنما میں مفتی محمد جمیل، مولانا نذیر احمد تنوئی، مولانا عبدالغفور، مولانا سید احمد جلال پوری مفتی محمد حمزہ قادری شیر افضل قادری محمد حکیم مولانا سید عبدالغفور مولانا عزیز الدین رحمانی مولانا محمد شریف پڑھوی مولانا افضل علی قادری فیض اللہ پڑھوی مولانا اشیر احمد خان قادری مفتی بلال رحمانی قادری محمد ابراہیم جامد علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے تمام مساتذہ فہم نبوت راج محمد کے مہتممین اقرار و مشیر الاطفال کے اساتذہ وصییت ایک صلاوات سے کے مطابق مساتذہ پڑھنے سے زائد افراد کو سونوارے۔

سوال: دیوبندیوں کے مرکز بنوری ٹاؤن میں مفتی جمیل اور نذیریو تنوئی کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ اہلسنت پر بدعت کا فتویٰ لگانے والے اپنی اس مروجہ قرآن خوانی کو قرآن و سنت سے ثابت کریں؟

کیا صحابہ کرام نے کبھی عظمت ام المومنین کا انفرنس منائی؟

ضربِ ہوش

المجلس الأعلى للمعاشرة

$$2F \frac{\Delta}{\lambda} = \frac{d}{\lambda} \sin \theta$$
[illegible]

مقدمہ

یہیں شریعت کا ایک حصہ امام ابوحنیفہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ حاصل ہو گیا ہے۔

[illegible][illegible]

سوال: سرکارِ اعظم ﷺ کے یومِ کویدعت کہتے والے سرکارِ اعظم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یومِ منار ہے ہیں؟
کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کبھی امامِ اہل سنتین کا نفوس کا انقضا کیا؟

کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کبھی ام المومنین کا نفرت کا انقضا کیا؟

اولیاء اللہ کی شان میں منقبت کو بدعت قرار دینے والے



5 در 24 30 1422ھ جون 24، 2001ء 21

میرے دل میں ہے عشقِ حضرت محمدی

پارہ پہلی ہے شہرتِ حضرت مسعودی
میری آنکھوں میں ہے محبتِ حضرت مسعودی
افسوس کہ ان ملکاتِ حضرت مسعودی
زہد و تقویٰ اور باطنیتِ حضرت مسعودی
صاف ظاہر ہے یاقوتِ حضرت مسعودی
اس قدر ہے نیک شہرتِ حضرت مسعودی
یہ ہے دل میں ہے عقیدتِ حضرت مسعودی
مقلدیں ہیں ہی حضرت خذو بیاتی کے ساتھ
سعد بن ابی کھنصہ جس کے پاس سے
عام کرنے کے لیے دنیا کا ہر پہلو پہنچا
ہیں کیا مہرِ حبیبِ محمدی وہ جہاں
قبیلے ہند کی ابتدا سے گھر چھوڑا
خود چاہا ہے حریتِ حضرت مسعودی

میں بھی بہت محبت ہے ایک لمحہ جہیزِ حبیب ہے اپنے شاہِ شہزادہ کوئی کے لئے ارسال کی

سوال: اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں منقبت لکھنے اور پڑھنے والوں پر بدعت اور ناجائز ہونے کا فتویٰ لگانے والے اپنے مولوی اعظم مسعودی متفقین اور قہیدے اپنے اخبارات میں شائع کر رہے ہیں اور اس نظم کو خصوصی انعام بھی دیا جا رہا ہے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ کبھی میرے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں بھی منقبت شائع کر دی ہوتی؟

سعودی حکومت کو قومی دن پر مبارکباد



ہدیہ تہنیت

ہم اتحاد المسلمین الشرعین ملت ذہدین عبداللہ بن
وہابی عبدین مسعود الامیر مت الذہب عبد اللہ بن
ذوالخانہ مسعود الامیر سلطان بن عبد العزیز حفظہم اللہ تعالیٰ
اور سعودی بھائیوں کو سعودیہ کے قومی دن پر **جنگ کی سرکوبی**
دیتے ہیں۔ ہم صلیح کے موجودہ کنگسٹان میں سعودی حکومت کی
تمام دولت کا اعلان کرتے ہوئے نقد کیا وہ طاقت پر بین شریعت
کا جھوٹے ہیں اور وہاں کو چینی کہ اللہ تعالیٰ سعودی حکومت کی مدد اور
مقاومت فرمائے اور عالم اسلام کو متحد و متفق کرنے اور پیچ فوج کو
بہتر بنانے۔ آمین! **عبد الرحمن سلفی**

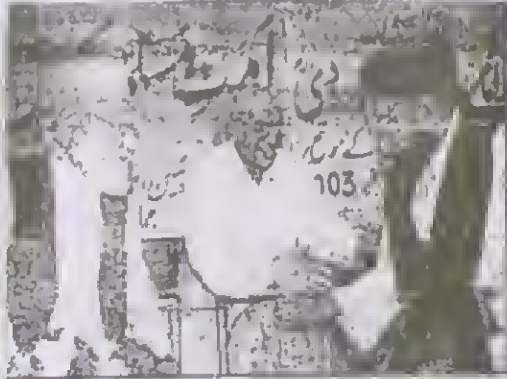
امیر جماعت نیکو راہ محمدیہ پاکستان
مجلس جامعہ مدرسہ اسلامیہ گزالی اور مدینہ جڑوٹ

سوال: غیر مقلدین احمدیہ کے مولوی صاحب نے سعودی حکومت کو سعودی عرب
کے قومی دن کی مبارکباد دی۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ سرکار اعظم ﷺ اور صحابہ کرام
سیکڑوں برس عرب شریف میں رہے۔ کبھی قومی دن منایا؟ کبھی کسی صحابی نے قومی
دن کی مبارکباد پیش کی؟ سلفی صاحب جواب دیں؟
سلفی صاحب کبھی سرکار اعظم ﷺ کے دن کی بھی مبارکباد دے دیا کرو؟

سرکارِ عالم کے یوم ولادت کو بدعت کہنے والے سودودی کا یوم ولادت منانے سے ہیں

اساس "راوی نئی"

27 ستمبر 2003ء



اسلام آباد: سربراہِ اسلامی سودودی کے یوم ولادت کے سہکار کے سوج پر نا، دق مناری شہداء و دق مناری شہداء اور جے ہیں

سوال: جماعت اسلامی کے زیرِ اہتمام جماعت اسلامی کے بانی سودودی کا سوسالہ یوم ولادت منایا گیا۔

تارا سوال یہ ہے کہ جماعت اسلامی اور سودودی مذہب کے نزدیک سرکارِ اعظمؑ کا یوم ولادت منانا بدعت ہے پھر سودودی کا سوسالہ جشن ولادت کیسے جائز ہو گیا؟

حزرات اولیاء کی ساری کافوقی دینچوالے اپنے اکابر کے حزار کی ساری پر سراپا احتجاج کیوں؟

مفسر رفیع عثمانی اور مفتی تقی عثمانی کے ہنگ اخبار کو دیکھتے ہیں کہ حجاز کے مطابق اکابر دوع بند اشرف علی قنوی کی قبر پر چند ہاں معلوم اپنا پند بندوں نے بے حسی کی قبر پر سر ہانے لگے کہتے کہ اکابر کا صاحب گردیا قبر کی نشانی کو ختم کر کے اعلیٰ کو سمار کر دیا جس پر تنگدوں دوع بند علی مدار ہزاروں دوع بندوں نے احتجاج کیا۔ دوع بند کی کتب گھر کے نزدیک قبر کو اپنا چا کر دیتے اور جتنے جاتا جعت ہے اور ان کے علماء اور مفتیوں کے تنگدوں لقاؤں کی قبر پر بی ثبوت کے ساتھ دار سے پاس رکھا رہا جس موجود ہیں۔ لہذا علماء دوع بند کو اپنا پند بندوں کا منکھور ہونا چاہتے کہ انہوں نے اشرف علی قنوی کی قبر کے کہتے کہ اکابر کو نشانہ کو ختم کر کے علماء دوع بند کو ان کے اپنے حق سے کی طرف متوجہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ دیکھو جب جہاد نہ ہو دیکھا گیا کرام صما پر کرام اہلبیت اطہار اور اولیاء کرام کے حزارات کو بلند خاتان پر کہتے اور حقہ شب کر تا جعت ہے۔ چہ دیکھا اپنے مولوی صاحب کی قبر کو خاندیمون میں کیوں عظیم الشان طریقے سے ہادنگا ہے یہ بھی بدعت تھی۔ اس کا بھی خاتر ضروری تھا اشرف علی قنوی کی قبر کی ساری پر احتجاج کرنے والے تنگدوں علماء دوع بند اور عوام دوع بند دار سے منکھورات کے جوابات دیں۔

سوال: انبیاء کرام عظیم السلام کے بعد اس کائنات کی سب سے افضل جماعت صحابہ کرام عظیم الرضوان کی جماعت ہے جن کے حزارات سب سے زیادہ جنت اعلیٰ (کنز المکرم) اور جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں ہیں جن کو کئی سال قبل سعودی حکومت نے ہڑی ہے اور دی کے ساتھ بے حسی کر کے جوئے سمار کر دیا۔ اس وقت علمائے دوع بند اور عوام دوع بند نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟ کیا قنوی صاحب کا رتبہ صحابہ کرام اور اہلبیت سے بھی بڑھ کر ہے جو اس وقت احتجاج نہ کیا اور اب قنوی صاحب کی قبر کی ساری پر کیا کیا؟ بلکہ اس وقت جب صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار کے حزارات کو سمار کیا بار خاتو علمائے دوع بند نے سعودی حکومت کے اس کارنامے کو سراہا۔ کیا اب اپنا پند بندوں کے کارنامے پر ان کو تراجیحیں پیش نہیں کریں گے؟

سوال: ملک شام میں موجود کاتب دی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حذر پر فوار کو ملک شام کی حکومت نے ہڑی بے حسی کے ساتھ سمار کیا گیا اس وقت علمائے دوع بند اور عوام دوع بند نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟

سوال: میدان بدر و احد میں صحابہ کرام عظیم الرضوان کے حزارات کو ہڑی کے ساتھ سمار کیا گیا۔ اس وقت سعودی حکومت سے علمائے دوع بند اور عوام دوع بند نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟

سوال: عرب شریف کی سر زمین پر والدین مصطفیٰ ﷺ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے حزار کو بجاہ شریف میں اور حضرت عید اللہ رضی اللہ عنہ کے حزار پر فوار کو بھی ہڑی بے حسی کے ساتھ بے حسی کرتے ہوئے سمار کیا گیا جو عامل ہی کی بات ہے۔ اس وقت علمائے دوع بند اور عوام دوع بند نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟

سوال: عراق کی سر زمین پر اسر کی خاتم فوجیوں نے حال ہی میں بم بردارے جو کہ کئی ساجد اور حزارات اولیاء پر بھی گرے جس سے ساجد اور حزارات کی بے حسی ہوئی۔ اس وقت عراق میں موجود حزارات کی بے حسی کے عطاقت ملنے دوع بند اور اکابر دوع بند نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟

دارالعلوم دیوبند نے درود تاج پڑھنے کو جائز قرار دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹ جولائی ۲۰۲۰ء

سرگرمیوں کے ذریعے

گرام و گرام میں جناب قاری کی طرف سے جناب صاحب دہم کا تہذیب
الشرع کا بیان ہے کہ درود تاج کا ذکر درود تاج والوں میں سے ہے کہ ہم کا یہ ہے
ہوئے ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کے لئے کہ وہ ہے جس نے اوقات ہم کو پڑھی ان میں سے جو جاتی ہے یہ ہیں
ایک عالم صاحب فرماتے ہیں۔ پانچویں وقت کی نماز پڑھا کر۔ اور پانچ وقت کی نماز کے بعد
درود تاج پڑھو یا گھر۔ ہم دوسرے عالم صاحب کہیں گے۔ قواعد میں نے فرمایا کہ درود تاج کا پڑھنا
نفسی منع ہے۔ اور اس کو پڑھنے والے مستحق کو حرام ہے۔ حرام ہے۔ خدا اور ہم کو آپ
اپنی تحقیق سے ملتے ہیں کہ ہم پر اس میں تعلیم کریں۔

تہذیب و اخلاق کے حوالہ سے دارالعلوم دیوبند

الجبواب

درود تاج کا پڑھنا جائز ہے۔ حرام کہنے والے کا قول غلط ہے

مسعود احمد علیان بن صاحب مفتی
دارالعلوم دیوبند



جشن میلاد کو بدعت کہنے والے جشن دارالعلوم دیوبند کا ثبوت دیں؟



شمارہ 20-21

25 رمضان 1421ھ مطابق 22 ستمبر 2000ء

جلد نمبر 3

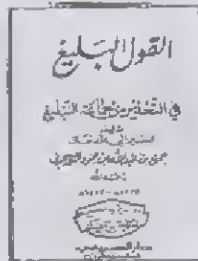
دارالعلوم دیوبند کا انٹرنس کے منصب نامہ سرکاری اجراء

طلبہ برحق کی تمام دینی تعلیمات کو دینی مدارس کے خشکین حضرات کو دے دے اور صلہ کر دینے کے
شد و اہمال کو ت سے تمام صلہ عطا دیوبند کے تمام کاروباروں سے تمام کو روکنا اس کرا نا کاغذ کا مستند ہے

تمام قرآن کی تفسیر اور اسلامی مسائل میں کاغذیں کیلئے دعا کریں عموماً ناگل نصیب خان

ہوئے (جسٹیس ناگل سے) جیت ملا اسلام
مورہ کے تمام اسلامی مسائل ناگل نصیب خان نے مورہ
مورہ کے تمام اسلامی مسائل ناگل نصیب خان نے مورہ
پتہ نمبر 22 مورہ

سعودی مفتی نے تبلیغی جماعت کو بدعت قرار دیا

[illegible]

۱۲۔ مسیحی کہ سنت و آداب سے ہم کو دور کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں ان کی تعلیم ضروری ہے۔

سوال: سعودی مفتی نے کہا کہ دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کا دہلوی کی بدعت ہے۔ کیونکہ سرکار اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور عہد صی رحمۃ اللہ علیہ کا نام علیہم الرضوان میں تبلیغی جماعت نہ تھی۔

ہمارا کہنا یہ ہے کہ اگر دیوبندی سچے ہیں تو تبلیغی جماعت کو شرعی ثابت کریں؟

مزارات اولیاء کی مسامری کا لائق وہ بن جائے اپنے اکابر کے حواری کی مسامری پر مبرا یا احتجاج کیس؟



تھانہ بھون: مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مزار کی پھرستی، مسلمانوں کا احتجاج

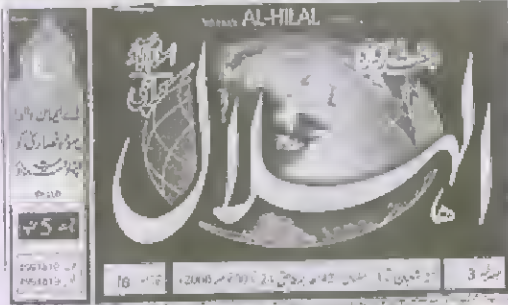
کتابخانه ملی افغانستان - کابل

فردہ اور دل کو کتر کر، روائی سزا دی جائے۔ حکومت سرکاری سطح پر احتجاج کرے۔ ملحق رفیع الحق چٹانی

نوابی (ر) بہت زیادہ رہنے کا باعث ہے۔ علم بھی
کے حاکم کہ بد لوگوں کے ہاتھ لگاتے ہیں۔ اسی کی طرف
آؤ گھر سے دیکھو

[illegible]

جشن میلاد کو بدعت کہنے والے جشن دارالعلوم دیوبند کا ثبوت دین؟

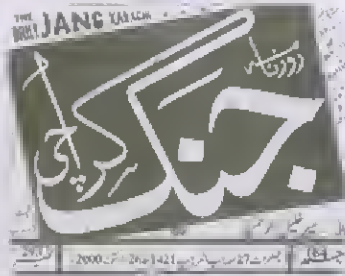


دارالعلوم دیوبند کا قیام کا مقصد علمی، تحقیقی، تعلیمی اور تبلیغی ہے۔ اس کا مقصد علم کی روشنی میں انسان کو ترقی دینا ہے۔ اس کا مقصد علم کی روشنی میں انسان کو ترقی دینا ہے۔ اس کا مقصد علم کی روشنی میں انسان کو ترقی دینا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کا قیام کا مقصد علمی، تحقیقی، تعلیمی اور تبلیغی ہے۔ اس کا مقصد علم کی روشنی میں انسان کو ترقی دینا ہے۔ اس کا مقصد علم کی روشنی میں انسان کو ترقی دینا ہے۔ اس کا مقصد علم کی روشنی میں انسان کو ترقی دینا ہے۔

سوال: جشن میلاد النبی ﷺ کو قرآن و سنت کے منافی کہنے والے اپنے دارالعلوم دیوبند کا ڈیڑھ سو سالہ جشن منانے کا قرآن و سنت سے ثبوت فراہم کریں۔ ورنہ یہ فعل بدعت قرار دیا جائے گا؟

کیا کبھی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اہلحدیث کانفرنس منعقد کی؟



ملتان میں اہلحدیث کانفرنس آج شروع ہوگی
 ملتان (اے این این) ملتان میں اہلحدیث کی دور دراز
 21 دسمبر آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس بھمراٹ 26 دسمبر کو
 ہوگی جس میں امام کعبہ شیخ الصالح العجد اور امام سید نبی شیخ
 محمد حسن القاسمی سمیت عالم اسلام کی ممتاز شخصیات شرکت کے
 لیے بھمراٹ کو ملتان پہنچیں گی، کانفرنس کی ممدارت مرکزی
 جمعیت اہلحدیث کے امیر پروفیسر ساجد میر کریں گے۔

سوال: اہلحدیث حضرات جو ہدایات میں ہمد و رسالت اور عہد صحابہ کرام کی دلیل
 مانگتے ہیں آج وہ جواب دیں کہ یہ ہر سال اہلحدیث کانفرنس دن اور وقت مقرر
 کر کے منعقد کرتے ہیں۔ کیا یہ کسی صحابی سے ثابت ہے؟

اکابر دیوبند کے پختہ اور کتبہ والے مزارات

سوال: زیر نظر تصویر میں اکابر دیوبند کے مزارات پر کتبہ اور قرآنی آیات تحریر ہیں۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ مزارات اولیاء پر ناجائز اور حرام کافوتی لگانے والے اپنے اکابرین کے مزارات کا صحیح ہونا قرآن و سنت سے ثابت کریں ورنہ مسامحہ کریں؟

کراچی

ہفت روزہ

ضربِ مومن

شعبہ ادبیات اسلامیہ، مدرسہ اسلامیہ، دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

جلد 5 (18-24 مئی 1422ھ مطابق 13-19 اپریل 2001ء) (تقریباً 7 لپے) شمارہ 16



وہابی نہیں صرف جہان آباد کی مسجد کفر اور دھرم کا مرکز ہے بلکہ یہی مسقطیہ بھی کہلاتی ہے تو یہ نہ صرف ایک مسجد ہے بلکہ یہ ایک عظیم الشان خانقاہ ہے جس میں جہان آباد کے تمام لوگ جاتے ہیں۔ یہاں پر ہر روز نماز پڑھی جاتی ہے اور ہر روز یہاں پر ہر روز نماز پڑھی جاتی ہے۔

شعائر اللہ کو مٹانے والے دارالعلوم دیوبند کے درخت کو کیوں نہیں کاٹتے؟

سوال: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی نشانیوں کو جوڑے ختم کرنے کے فتوے دینے والے دیوبندی مولوی اپنے مرکزی دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) میں ڈیڑھ سو سال سے نشانی کے طور پر موجود درخت کو کیوں نہیں کاٹتے کیا یہ شرک نہیں؟



اہل کار درخت جس
کے سرے میں ایک
استاذ "مولا محمود" اور
ایک شاگرد "محمود
حسن" نے تعلیم کا
آغاز کر کے
دارالعلوم دیوبند کی
ابتداء کی۔ ڈیڑھ سو
سال سے زائد عمر کا
یہ درخت دارالعلوم
کے حسین جنتی کا
میراثہ ہے۔



دیوبندی اکابر کی پکی قبر

سوال: اولیاء اللہ رحمہ اللہ کے مزارات پر اعتراض اور بدعت کا فتویٰ لگانے والے دیوبندی مولوی اپنے اکابر مولوی اسماعیل کی اتنی پکی قبر کیوں بنائے بیٹھے ہیں۔ لہذا وہ اپنے فتوے پر عمل کرتے ہوئے اس قبر کو مہسار کر دیں یا اپنا فتویٰ واپس لے لیں؟

کراچی

ضرب مومن

مفت محمد رفیع الدین صاحب دہلوی

جلد 5 صفحہ 23 و 24 1422ھ مطابق 17 و 18 مئی 2001ء

پہلے کی کافر
مہاجرین کے لئے
صورت 193
اہل بیت، روضہ کا
زور ہوگا، حضرت
تہ، اہل بیت کے
اہل بیت، روضہ کا
وہابی، مہاجرین
وہابی کی سرکاری کی
نہر، اہل بیت کے
کے ساتھ، یہ ہیں
سورہ کور، اہل بیت
کے چاہنے والے ہیں
میں، اہل بیت کے
عالم، اہل بیت کے
کے، اہل بیت کے
کے، اہل بیت کے
کے، اہل بیت کے



اکابر دیوبند کے پختہ اور کتبہ والے مزارات

ضربِ مہل

کلی

مجلد 5

پندرہواں

پندرہواں نمبر، ستمبر 2007ء، 1422ھ، 13 ذی الحجہ 1422ھ، 19 ستمبر 2007ء، 7 اگست 2007ء، 16

